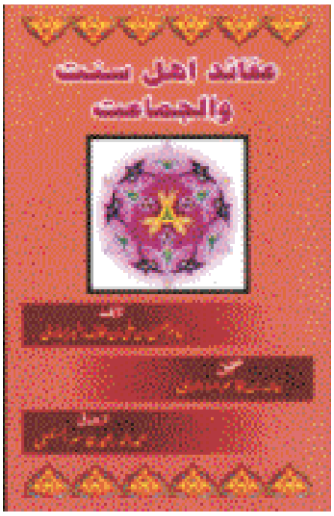

عقائد اہلِ سنّت والجماوت

تالیف

امام حسن بن علی بن خلف البربہاری

تحقیق

خالد بن قاسم الرادّادی

ترجمانی

محمد انور محمد قاسم السّلفی

عقیدہ لائبریری
www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com	www.islamic-forum.net
www.sadaislam.com	www.khatm-e-nubuwwat.com
www.zekr.tv	www.kitabosunnat.com
www.kalemeh.tv	www.muhammadilibrary.com
www.ahlehaq.org/hq	www.islamqa.info/ur
www.islamhouse.com	www.quran-o-sunnah.com
www.eeqaz.com	www.deeneislam.com
www.tauheed-sunnat.com	www.nadwatululama.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

* توجہ فرمائیں *

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ [UPLOAD] کی جاتی ہیں۔
* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرو اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

** تنبیہ **

** کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

نشرواشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

عقائدِ اہلِ سُنّت والجماعت

تالیف

امام حسن بن علی بن خلف البربہاری

تحقیق

خالد بن قاسم الرادّادی

ترجمانی

محمد انور محمد قاسم السّلفی

داعية لجنة القارة الهندية- جمعية إحياء التراث الإسلامي-الكويت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسّلام علی سیّد المرسلین وعلی آلہ الطّیبین وأصحابہ الطاہرین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین ۔ أمّا بعد

سرورِ کائنات احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین نے اس دین حنیف کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا، چند ہی سالوں کے اندر مسلمان دنیا کے ایک بڑے رقبے کے مالک ہوگئے، یہ صورت حال ان لوگوں کے لئے بڑی ہی کربناک تھی جو اسلام کے دیرینہ دشمن تھے، انہوں نے جب دیکھا کہ وہ کُفر، شرک، یہودیت اور نصرانیت کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، انہوں نے کہا کہ چلو اب اسلام کے نام پر کوشش کرکے دیکھ لیتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ان لوگوں کے لئے بڑا ہی مایوس کُن رہا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور انہوں نے دیکھا کہ موجودہ خلیفہ میں وہ سختی نہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں تھی، انہوں نے آہستہ آہستہ اپنے تخریبی عمل کا آغاز کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

بدنام کرنے اورمحبتِ اہلِ بیت کی دعوت دینے لگے،عبداللہ بن سبا یہودی اپنے پورے سبائی ٹولے کے ساتھ سرگرم ہوگیا، اس کی فتنہ انگیزی رنگ لائی اور انہی عناصر کے ہاتھوں حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی دردناک مظلومانہ شہادت عمل میں آئی، یہ وہ پہلا فتنہ تھا جو اسلام میں رونما ہوا، اس کے بعد فتنوں کی باڑھ سی آگئی،محبّت اہلِ بیت کے نام پر شیعہ نامی فرقہ وجود میں آیا، پھر خارجی، رافضی، جہمی، جبری، قدری اور معتزلی فرقوں نے سر اٹھایا، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانے میں خوارج اپنے شباب کو پہنچے اور انہی بدبختوں کے ہاتھوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت واقع ہوئی، عبدالملک بن مروان کے زمانے میں عراق کے مشہور گورنر حجّاج بن یوسف نے خوارج سے فیصلہ کن جنگیں لڑیں اور مشہور کمانڈر مہلب بن اُبی صفرہ کے ذریعے انکی طاقت کو کُچل کر رکھ دیا۔

بنواُمیّہ کا دور اس لحاظ سے ممتاز رہا ہے کہ انہوں نے اسلام کے نام پر اٹھنے والے ہر باطل فتنہ کا مقابلہ کیا، اور اس کو بیخ وبن سے ادھیڑ کر رکھ دیا، اسلام کے مسلّمہ عقائد اور عربی عنصر کو سرکاری سطح پر حاوی رکھا اور اسکی پاسبانی کی، جسکی وجہ سے باطل فرقوں کو سر اٹھانے کا موقع نہیں مل سکا۔

لیکن افسوس کہ بنوعبّاس کے دور میں یہ نہ ہوسکا، اس لئے کہ بنوعبّاسیہ کے لئے سریرِ خلافت آراستہ کرنے میں ایران اور خراسان کے عجمی عنصر نے بڑی مدد بہم پہنچائی تھی، اس لئے خلافت بنوعبّاسیہ میں عربیت اور عربی قبائل کو جو دین کی اصل اور بنیاد کا درجہ رکھتے تھے وہ شان وحشمت حاصل نہ ہوسکی جو ایران وخراسان کے دین سے بے بہرہ افراد کو حاصل ہوئی، لیکن پھر بھی سفّاح، منصور، مہدی، ہادی، ہارون اور امین کی خلافت تک عربی عنصر کو اس لئے برتری حاصل تھی کہ خود فرمانروائے سلطنت عربی الأصیل تھے اور ان کی رگوں میں اصلی ہاشمی خون دوڑ رہا تھا، جس کی وجہ سے کسی کی یہ ہمّت نہیں پڑتی تھی کہ وہ اسلام کے مسلّمہ عقائد کے خلاف لب کُشائی کرسکے، لیکن امین کے قتل کے بعد جب مامون تختِ خلافت پر متمکن ہوا تو حالات تیزی سے بدل گئے، اس لئے کہ مامون، ایران کی ایک امّ ولد کا لڑکا تھا، جس میں باپ کے ہاشمی خون کے ساتھ ماں کے ایرانی خون کی آمیزش تھی، نیز اس کو خلافت تک پہنچانے میں خراسانی فوجوں نے اہم کردار ادا کیا تھا، ان سب سے بڑھ کر مامون، یونان کے گمراہ کن فلسفہ کا بڑا قدر دان تھا اور اس نے رومی فلسفے کی اہم کتابوں کا عربی میں ترجمے کا حکم دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دین وشریعت کے ہر مسئلے کو یونانی فلسفہ کے معیار پر تولا جانے لگا، شریعت کے مسلّمہ عقائد کو عقلی پیمانے پر ناپا جانے لگا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو بھی فلسفہ کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں رکھا گیا اور دربارِ شاہی میں ان لوگوں کی زیادہ پذیرائی ہونے لگی جو ایمان اور عمل کے اعتبار سے تو طفلِ مکتب لیکن علمِ کلام وفلسفہ کے ماہر شمار ہوتے تھے، انہوں نے خلیفہ سے اپنے قُرب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مامون کو اپنا ہمنوا بنا لیا اور مختلف بہانوں سے ان نفوسِ قدسیہ کو

تکلیف پہنچانے لگے جو درباری تملّق سے پاک ،نفسانی اغراض سے دست کش ہوکر اپنی پھٹی پرانی چٹائیوں پر بیٹھ کر قال اللہ اور قال رسول اللہ کی صدائے دل نواز سے مشام روح کو معطر کر رہے تھے ،قاضی احمد بن أبي داؤد اور بشر المریسی نے خلق قرآن کا فتنہ کھڑا کرکے علمائے امّت کو ایک عظیم آزمائش سے دوچار کردیا ، امام الھند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں :

’’ تیسری صدی کے اوائل میں جب فتنہء اعتزال وتعمّق فی الدین اور بدعتِ مضلّہء تکلّم بالفلسفہ وانحراف از اعتصام بالسّنۃ نے سر اٹھایا ، اور صرف ایک ہی نہیں بلکہ لگا تار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعنی مامون ، معتصم اور واثق باللہ کی شمشیرِ استبداد وقہرِ حکومت نے اس فتنہ کا ساتھ دیا ، حتّٰی کہ بقولِ علی بن المدینی کے فتنہء ارتداد ومنعِ زکاۃ (بعہدِ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بعد یہ دوسرا فتنہء عظیم تھا جو اسلام کو پیش آیا ، اور مامون ومعتصم کے جبر وقہر اور بشر مریسی اور ابن ابی داؤد جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلّط وحکومت نے علمائے حق کے لئے صرف دو ہی راستے باز رکھے تھے :

ا۔ یا اصحابِ بدعت کے آگے سر جھکا دیں اور مسئلہء خلقِ قرآن پر ایمان لاکر ہمیشہ کے لئے اس کی نظیر قائم کردیں کہ شریعت میں صرف اتنا ہی نہیں جو رسول (ﷺ) بتلا گیا ، بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا اور کیا جاسکتا ہے اور ہر ظن کو اس میں دخل ہے ، ہر رائے اس پر قاضی اور آمر ہے ، ہر فلسفہ اس کا مالک وحاکم ہے ، **یفعل ما یشاء ویختار** ۔

۲۔ یا پھر قید خانے میں رہنا ، ہر روز کوڑوں سے پیٹا جانا اور ایسے تہہ خانوں میں بند ہوجانا کہ **لایرون فیه الشمس ابدا** کو قبول کرلیں ۔

بہتوں کے قدم تو ابتدا ہی میں لڑکھڑا گئے ، بعضوں نے ابتدا میں استقامت دکھلائی ، لیکن پھر ضعف ورخصت کے گوشے میں پناہ گیر ہوگئے ، بعضوں نے رُوپوشی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچالے جائیں ، کوئی اس وقت کہتا تھا :

’’ **لیس هذا زمان حدیث ، إنّما هذا زمان بكاء وتضرّع ودعاء كدعاء الغریق** ، یعنی یہ زمانہ درس واشاعتِ علوم وسنّت کا نہیں ہے ، یہ تو وہ زمانہ ہے کہ بس اللہ کے آگے تضرع وزاری کرو اور ایسی دعائیں مانگو جیسی سمندر میں ڈوبتا ہوا شخص دعا مانگے ۔

کوئی کہتا تھا : ’’ **إحفظوا لسانكم وعالجوا قلبكم وخذوا ماتعرفوا ودعوا ما تنكروا** ،، اپنی زبانوں کی نگہبانی کرو ، اپنے دلوں کے علاج میں لگ جاؤ ، جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کئے جاؤ اور جو بُرا ہو اس کو چھوڑ دو ،،۔ کوئی کہتا : ’’ **هذا زمان السكوت وملازمة البیوت** ،، یہ زمانہ خاموشی کا زمانہ ہے اور اپنے اپنے دروازوں کو

بند کر کے بیٹھ رہنے کا،،۔

جب حالات اس قدر نازک ہوگئے کہ حکومت کے موقف کے خلاف ایک لفظ زبان سے نکالنا گویا اپنی موت کو دعوت دینا تھا، ایسے میں اللہ تعالی نے عزیمتِ دعوت، وکمال مرتبہء وراثتِ نبوت وقیام حق وہدایت فی الأرض والأمت کا جو مخصوص مقام تھا صرف ایک ہی قائم لأمر اللہ کو عطا فرمایا جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی سیّد المجدّ دین وإمام المصلحین حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ بقول مولانا آزاد رحمہ اللہ:

''جب کہ تمام اصحابِ کار وطریق کا یہ حال ہورہا تھا اور دین الخالص کا بقا وقیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلب گار تھا، تو غور کرو کہ صرف امام موصوف ہی تھے جن کو فاتح وسلطانِ وقت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نہ دُعاۃِ فتن وبدعت کے آگے سر جھکایا، نہ رُوپوشی وخاموشی وکنارہ کشی اختیار کی، اور نہ بند حجروں کے اندر دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کرلی، بلکہ دینِ خالص کے قیام کی راہ میں اپنے نفس ووجود کو قربان کردینے اور تمام خلفِ امّت کے لئے ثبات واستقامت علی السنّۃ کی راہ کھول دینے کی لئے بحکمِ فاصبر کما صبر أولو العزم من الرسل اٹھ کھڑے ہوئے، ان کو قید کیا گیا، قید خانے میں چلے گئے، چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں، پہن لیں، اسی عالم میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی کی مدد کے خود ہی اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں، اس کو بھی قبول کرلیا، بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے، اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے، عین رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں، جس کی اطاعت اللہ کو تمام دنوں کی طاعات سے زیادہ محبوب ہے، بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے اور اس پیٹھ پر جو علوم ومعارفِ نبوت کی حامل تھی، لگا تار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ہر جلّاد دو ضربیں پوری قوّت سے لگا کر پیچھے ہٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلّاد اس کی جگہ لیتا، اس کو بھی خوشی خوشی برداشت کرلیا مگر اللہ کے عشق سے منہ نہ موڑا اور راہِ سنّت سے منحرف نہ ہوئے، تازیانے کی ہر ضرب پر بھی جو صدا زبان سے نکلتی تھی وہ نہ جزع فزع کی تھی اور نہ شور وفغاں کی، بلکہ وہی تھی جس کے لئے یہ سب کچھ ہورہا تھا، یعنی **القرآن کلام اللہ غیر مخلوق** ۔

اللہ اللہ! یہ کیسی مقامِ دعوتِ کبری کی خسروی وسلطانی تھی، اور وراثت ونیابتِ نبوت کی ہیبت وسطوت کہ خود معتصم باللہ، جس کی ہیبت ورعب سے قیصرِ روم لرزاں ترساں رہتا تھا، سر پر کھڑا تھا، جلّادوں کا مجمع چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا: ''**یا أحمد! واللہ إنی علیک لشفیق، وإنی لأشفق علیک کشفقتی علی ھارون إبنی، وواللہ لئن أجبتنی لأطلقن عنک بیدی، ما تقول؟**،، یعنی واللہ میں تم پر اس سے بھی زیادہ شفقت رکھتا ہوں جس قدر اپنے بیٹے ہارون کے لئے شفیق ہوں، اگر تم خلقِ قرآن کا اقرار کرلو تو قسم خدا کی! ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں؟ لیکن اس پیکرِ حق، اس مجسّمہء سنّت، اس مؤید

بالروح القدس ، اس صابرِ اعظم کما صبر أولو العزم من الرسل کی زبانِ صدق سے صرف یہی جواب نکلتا تھا: ''اعطونی شیئًا من کتاب الله أو سنّة رسوله حتی أقول به،، اللہ کی کتاب میں سے کچھ دکھلا دو، یا اس کے رسول (ﷺ) کا کوئی قول پیش کردو، تو میں اقرار کرلوں، اس کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا!

چوں غلامِ آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم

(تذکرہ: از إمام الهند مولانا أبوالکلام آزاد رحمہ اللہ)

یہ تھی إمام أهل السنّة حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی استقامت اور پامردی، کہ تین تین پُر ہیبت سلاطین نے اپنے سارے جور وستم آزمائے لیکن ظاہر ہے کہ چمڑے کے کوڑے اور لوہے کی دھار اس مجسّمہء صبر واستقامت کے پائے استقلال میں کہاں سے تزلزل لاسکتی تھی، آخر وہ وقت آیا کہ سلطنت وحکمرانی سے مخمور سروں کو اس فقیرِ بے نوا کے آگے جھکنا پڑا اور یہ ماننا پڑا کہ باطل پر ہم ہی تھے اور حق کی سروری اور سلطانی آپ کے ساتھ ہے۔

اسی درمیان واثق کے ساتھ اس کے آخری ایامِ خلافت میں ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ ایک مسخرے نے چند لمحوں میں اس کی فکر تبدیل کردی، وہ یہ کہ واثق کے دربار میں ایک مسخرہ تھا جو خلیفہ کو ہنسایا کرتا تھا، ایک مرتبہ ماہِ رمضان میں خلیفہ تراویح کے لئے جانے لگا تو اس مسخرے نے کہا: ''امیر المؤمنین اگر آئندہ سال تک قرآن مرجائے تو ہم تراویح کیسے پڑھیں گے؟ واثق نے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا حضور! آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے اور ہر مخلوق کو مرنا ہے،، واثق نے کہا: ''بدبخت! قرآن تو اللہ کا کلام ہے وہ کیسے مرسکتا ہے؟،، اس نے کہا: ''أمیر المؤمنین! یہی بات تو احمد بن حنبل بھی کہہ رہے ہیں اور آپ لوگوں نے خواہ مخواہ ان کو قید کر رکھا ہے،، واثق کی سمجھ میں بات آگئی اس نے امام احمد کو رہا کردیا، جو مسئلہ برسوں کے علمی مباحثے سے نہ سُلجھ سکا اسے ایک مسخرے نے اپنی خوش طبعی اور ظرافت سے منٹوں میں حل کردیا۔

واثق کے بعد متوکل نے اپنے دورِ خلافت میں بدعت وارباب بدعت کا قافیہ تنگ اور ناطقہ بند کردیا اور سنّت واصحاب حدیث کے عروج وارتقاء کے لئے اپنی ساری کوششیں وقف کردیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر ہوئے پچھلے مظالم کی تلافی کی فکر کرنے لگا، ایک مرتبہ ایک لاکھ درہم آپ کی خدمت میں بھیجے، لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کردیا، فرمایا: ''هذا أمر أشدّ علی من ذاک ، ذاک فتنة الدین وهذا فتنة الدنیا،، یہ معاملہ تو گذشتہ معاملے سے زیادہ میرے لئے سخت ہے، وہ دین کے بارے میں فتنہ تھا اور یہ فتنہء دنیا ہے۔ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن پر ہر قسم کے حربے ناکام ہوگئے، خوفِ دنیا کے بھی اور نعیمِ دنیا اور دعوتِ حرص وآز کے بھی۔

یہ وہ حالات تھے جن میں امام بربہاری رحمہ اللہ کا جنم ہوا، اہلِ سنّت اور اہلِ بدعت کی کشمکش نے آپ کو اہلِ سنّت کا ترجمان بنادیا اور آپ نے ان عقائد کو مختصرًا بیان کردیا جو اس دور میں اہلِ سنّت کے مسلّمہ عقائد تصور کیے جاتے تھے اور قدم قدم پر قارئینِ کتاب کو اہلِ بدعت کی دوستی اور ہمنوائی سے ڈرایا اور اس معاملے میں بیش بہا نصیحتیں فرمائیں۔

رب العالمین کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس کتاب کا ترجمہ کرنے اور اسے اردو دان طبقہ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی، ترجمہ کے لئے اس کتاب کا انتخاب ہمیں اس لئے کرنا پڑا کہ موجودہ دور میں دینی سطح پر ہر جگہ شرک و بدعات کا دور دورہ ہے، بلکہ مصیبت یہ ہے کہ

لوگ انہی اعمال کو حقیقی دین سمجھ رہے ہیں، عقائد کا بگاڑ اس عروج پر پہنچا ہوا ہے کہ سنّتوں کو بدعتوں سے بدتر نگاہ سے دیکھا جارہا ہے، اور ان پر عامل اور متبع اشخاص کے ساتھ مسلم معاشرے میں اچھوت کا سا سلوک کیا جارہا ہے، ''اہلِ سُنّت والجماعت،، کے نام پر ان لوگوں نے غلبہ حاصل کرلیا ہے جن کا پل پل بدعت میں بسر ہورہا ہے، اور جو ہر موقع پر سنّت کی ناک رگڑ رگڑ کر کاٹ رہے ہیں، قبروں کے مجاور بھی یہی ''سُنّی،، ہیں، بزرگوں کے پجاری بھی یہی ''سُنّی،، ہیں، سماع کے نام پر بابانگِ دُہل شرکیہ کلام گانے والے بھی یہی ''سُنّی،، ہیں ''وجد،، کے نام پر رقص کرنے والے بھی یہی ''سُنّی،، ہیں، مزاروں کا طواف بھی انہی کے دم

سے زندہ ہے اور ہر شرک و بدعت انہی ''سُنّیوں،، کی مرہونِ منّت ہے۔ شاید انہی ''سُنّیوں،، کو خطاب کرتے ہوئے شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا:

ہونکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

یہ ان علم سے بے بہرہ لوگوں کا حال ہے جنھوں نے اپنی کامیابی اسی میں جانی کہ ''اہلِ سنّت والجماعت،، کا ٹائٹل ہمارے ساتھ لگ جائے، کیونکہ یہی جماعت جنّت میں جانے والی ہے، چاہے اس نام پر کُھلا شرک بھی کیوں نہ کریں، ان کا ''رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی،، والا معاملہ ہے۔

ادھر آئیں ان لوگوں کی طرف جنہیں اللہ تعالی نے علم و خرد سے نوازا تھا، وہ اگر چاہتے تو اصلاحِ عقائد کے میدان میں بہت کچھ کرسکتے تھے، لیکن افسوس کہ ان ذہین ترین افراد کی روشنیٔ طبع ان کے لئے ایک بڑی بلا بن گئی اور انہوں نے اسلامی عقائد کو سائنس اور فطرت کی روشنی میں سمجھانے کا بیڑا اٹھایا، اس نیچر اور سائنس کے چکّر میں ان کی عاقبت کا بیڑا ایسا غرق ہوا کہ الأمان والحفیظ۔

ہندوستان میں سرسید احمد خان مرحوم وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذکورہ بالا خطوط پر دین کے عقائد و اعمال کو پیش کرنا

چاہا، اور معتزلہ کی فکر اختیار کی، نتیجہ یہ نکلا کہ جنت، دوزخ، فرشتے، جنّات، اور اس طرح کے کئی مسلّمہ عقائد کا انکار کر بیٹھے اور اپنی نامسعود کوششوں سے انکار حدیث کی راہ ہموار کی، انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سب سے پہلے عبداللہ چکڑالوی نے انکارِ حدیث کا فتنہ برپا کیا، یہ فتنہ ہندوستان میں اس تیزی کے ساتھ پھیلا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مولانا عبدالماجد دریا بادی، مولانا محمد اسلم جیراج پوری جیسے کئی مشاہیر نے اس فتنہ کو اپنے گلے سے لگا لیا، لیکن علمائے حق کی کوششوں سے جلد ہی ہندوستان میں یہ فتنہ ختم ہوگیا اور جو لوگ اس سے وابستہ ہوچکے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے حق کی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائی۔

لیکن پاکستان بننے کے بعد مسٹر غلام احمد پرویز نے اس فتنہ کو ''قم باذنی،، کہہ کر کھڑا کیا اور اپنے ہمنواؤں کی ایک جماعت تیار کی اور دین کی تعبیر وتشریح اس انداز سے کی کہ دین کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، صدقہ، خیرات، قیامت، جنت اور دوزخ کی وہ تشریح فرمائی کہ بے ساختہ ان سے پہلے گذرے ہوئے نیچریوں کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ ''اللہ نبّاشِ اوّل (پہلے کفن چور) پر رحم کرے''۔

پرویز صاحب اپنے بعد اس فتنہ کی حشر سامانی برپا رکھنے کے لئے مسٹر جاوید احمد غامدی کو چھوڑ گئے، جواب بھی اپنی نامبارک مساعی سے بہت سے اہلِ ایمان کے خرمنِ ایمان کو تباہ کرنے کا فریضہ بڑی ہی خوش اسلوبی سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اب آئیں ان علماء کرام کی طرف جو علم کے اسلحہ سے مسلّح ہوکر منکرینِ سنّت سے نبرد آزما ہونے کے لئے نکلے تھے، اور انہوں نے مختلف موقعوں پر حدیث کی حمایت میں لسانی اور قلمی جہاد بھی کیا، لیکن افسوس کہ وہ بھی عقلیت کے اثر سے اپنے دامن کو بچا نہ سکے، جس چیز کا دفاع کرنے کے لئے نکلے تھے اسی کو اپنے اسلحۂ علم سے مجروح کردیا، بلکہ اپنی تحریرات سے حدیث کے استخفاف اور استحقار کا جذبہ پیدا کیا اور ایسا طریقۂ تحریر اپنایا کہ اس سے انکار حدیث کے چور دروازے کھل گئے، اس طبقہ کے علماء میں، مولانا حمید الدین فراہی، مولانا شبلی نعمانی، مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا مودودی، علاّمہ زاہد الکوثری، شیخ عبدالفتّاح ابوغدّہ، اور اکثر فرزندانِ ندوہ ہیں۔

باقی رہے علمائے دیوبند! ان بے چاروں نے اپنی حنفیت کے دفاع میں کہیں احادیث میں تحریف کی اور کبھی عبارتوں کو ہی بدل ڈالا، کبھی تقلید کے اثبات میں اس قدر آگے بڑھے کہ آیاتِ قرآنیہ کو بھی اپنی چیرہ دستی سے محفوظ نہ رکھا (۱) عقائد کے باب میں تو علماء دیوبند بھی عوام کی خواہشات پر سر کے بل دوڑ پڑے اور حنفیت کا چہرہ اس بُری طرح مسخ

(۱) تفصیل کے لئے دیکھیں: البشری بسعادة الدارين فی ترجمة الإمام السيد نذير حسين المحدث الدهلوی ،، از مولانا محمد اشرف سندو بلوی رحمہ اللہ ص ۱۲۵ تا ۱۳۹۔

کردیا کہ لگتا ہے کہ دیوبندیت اور بریلویت ایک ہی سکّے کے دورُخ ہیں ورنہ اس کی کیا تاویل کی جائے کہ دار العلوم دیوبند کے سابق مہتمم ، وترجمانِ عقائدِ علمائے دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مرحوم نے ایک مرتبہ بیان دیتے ہوئے فرمایا'' چاہے لوگ ہمیں کچھ بھی کہیں ، ہم بزرگوں کے مزاروں کے ساتھ وہی عمل کریں گے جوعوام کرتی ہے،، (۲)

(۲) فقہی اختلاف: از مولانا عبدالجبّار صاحب باقوی، سابق پرنسپل جامعہ باقیات الصالحات ویلور۔

اس تعلق سے راقم کو ایک اہم بات عرض کرنی ہے، وہ یہ کہ: ۱۹۸۶ سے ۱۹۹۰ تک کے عرصے میں جب راقم '' صوت الحق ،، مالیگاؤں کا ایڈیٹر تھا، اس وقت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب عمری، ایم اے عثمانیہ، نے حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مرحوم پر ایک سوانحی خاکہ ارسال فرمایا تھا، جو غالبًا جون یا جولائی ۱۹۸۸ کی اشاعت میں چھپا تھا، عمری صاحب نے قاری صاحب کے اس قول کو جگہ کی تعیین کے ساتھ نقل کیا تھا کہ ترجمانِ عقائدِ علمائے دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مرحوم نے یہ بیان '' پرنام بٹ ،، تامل ناڈو، میں دیتے ہوئے فرمایا تھا، جو اس زمانے (غالبًا ۱۹۵۷) میں مشہور ماہنامہ '' غنچہ ،، بجنور، میں چھپا تھا، اس وقت دیوبند سے '' تجلّی ،، بھی نکلا کرتا تھا، جس کی تجلّیات سے علمائے دیوبند کی آنکھیں چکاچوند ہو رہی تھیں، اور خود دار العلوم دیوبند کے ایک فرزند مولانا عامر عثمانی صاحب، دار العلوم کی گود میں بیٹھ کر اپنے ہی اکابرینِ دیوبند کی پگڑیاں اچھال رہے تھے اور ہندوستان میں، عوام اور خواص میں یہ مصرعہ تھوڑی سی ترمیم ('' میخانہ '' کی جگہ '' تجلی '') سے مشہور تھا:

'' جہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے '' تجلّی ،، کہتے ہیں ،،

عمری صاحب نے عامر عثمانیؒ صاحب سے استفسار کیا: '' ایک طرف آپ بھی عقائد کی ترجمانی جب علماء کا ہی یہ عالم ہو تو پھر بے چارے عوام سے کس بات کا گلہ؟ سچ ہے: إذا کان ربّ البیت علی الطبل ضاربا

فلا تلم الأولاد فی البیت علی الرقص

جب مالکِ مکان خود ڈھول بجا رہا ہو تو پھر بچوں سے یہ شکایت ہی فضول ہے کہ کیوں ناچ رہے ہو؟ یہ ہے اسلام کی غربت کا عالم کہ وہ خود اپنے دیار میں اجنبی اور خود اس کے نام لیواؤں کے درمیان ناقدری کا شکار ہے، ان حالات میں ضرورت ہے کہ اہلِ بدعت کی شناخت کو واضح کیا جائے ،اور مسلمانوں میں سنّت اور عقائدِ سلف کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے، رب العالمین کا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں اسی مقصد سے اس کتاب کا ترجمہ کرنے اور اسے اردو دان طبقہ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔

ترجمے کے متعلق کوشش کی گئی ہے کہ من وعن ترجمہ کیا جائے ، کہیں تفہیم سے بھی کام لیا گیا ہے، احادیث اور رجال کی تحقیق کے متعلق عرض ہے کہ یہ کام اس کتاب کے محقق محترم شیخ خالد بن قاسم الرادّادی حفظہ اللہ

کر رہے ہیں اور دوسری طرف قاری صاحب بھی عقائدِ علمائے دیوبند کی ترجمانی فرما رہے ہیں، پھر انہوں نے قاری صاحب کے مذکورہ قول کا حوالہ دیکر پوچھا کہ: '' کیا علمائے دیوبند بھی بزرگوں کے مزاروں کے ساتھ وہی کریں گے جو عوام کرتی ہے؟ ،،۔

اس پر عامر عثمانی صاحب نے جو جواب دیا وہ یہ تھا: '' خدا دیوبند کو اس دن طوفانِ نوح میں غرق کرے، جس دن کہ اس کے علماء بھی بزرگوں کے مزاروں کے ساتھ وہی عمل کریں جو عوام کرتی ہے ،،۔ (فائل '' مجلّہ صوت الحق ،، مالیگاؤں ۱۹۸۸)

نے انجام دیا، تفہیم کے لئے کہیں کچھ جملے احقر نے بڑھا دئے ہیں، تاہم اصل کتاب سے اسے جدا رکھنے کے لئے ان جملوں کو بین القوسین کر دیا گیا ہے، مسائلِ کتاب کے لئے انگریزی میں نمبرات دئے گئے ہیں، حاشیے کے لئے اردو نمبرات استعمال کئے گئے ہیں تاکہ دونوں میں فرق واضح رہے، نیز یہی فرق اصل کتاب کے ترجمے اور حاشیے میں رکھا گیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں جو اس کتاب کی تدوین میں میرے معاون بنے' سب سے پہلے برادرِعزیز شیخ ظفر اللہ صاحب جامعی' ندوی سلّمہٗ اللہ کا جنہوں نے اس کتاب کی تہذیب میں بیش قدر حصہ لیا اور رفقائے کار برادرِ محترم شیخ حافظ محمد اسحاق صاحب زاہد حفظہ اللہ ومحترم شیخ عبدالخالق محمد صادق صاحب مدنی حفظہ اللہ کا جنہوں نے فہمِ عبارت اور ترجمے پر دیدہ ریزی سے نظرِ ثانی کرکے میرا علمی تعاون فرمایا اور بالخصوص برادرِعزیز ساجد عبدالقیوم سلّمہٗ اللہ کا جنہوں نے اس کتاب کی ڈیزائننگ کی اور اپنے مؤقر ادارے اُحیاء ملٹی میڈیا سے اس کی طباعت کا اہتمام فرمایا' اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ مؤلف' مترجم' معاونین اور ناشرین کی اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو عام مسلمانوں کے لئے باعثِ ہدایت بنائے اور اس کی رحمت کے صدقے ایمان وعملِ صالح کی توفیق دے اور کلمہء لا إلٰہ إلاّ اللہ پر موت عطا فرمائے۔

ربّنا تقبّل منّا إنّک أنت السمیع العلیم ☆ وتب علینا إنّک أنت التّوّاب الرّحیم ☆ وصلّی اللہ وسلّم علی نبیّنا محمد وعلی آلہ وأصحابہ وأزواجہ وأھل بیتہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین.

محمد انور محمد قاسم السّلفی

ص ب 54491۔ جلیب الشیوخ۔الکویت

۲۹/ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق 2001-12-15

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالاتِ مؤلف

نام اور کنیت : آپ کا نام أبومحمد حسن بن علی خلف البربہاری ہے، بربہار ایک دوا کا نام ہے جو اس زمانے میں ہندوستان سے درآمد کی جاتی تھی ۔(۱)

مولد اور منشأ : ہمیں آپ کے پیدائشی وطن کے متعلق کوئی معلومات نہیں حاصل ہوسکیں ،لیکن آپ کے حالاتِ زندگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اصحابِ علم وفن بالخصوص اِمام أہل السنّۃ والجماعۃ اِمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگردوں سے علم حاصل کیا، اوران کی صحبت اختیار کی ،اہلِ سنّت کے اس ماحول نے آپ کی شخصیت پر گہری چھاپ ڈالا ۔

آپ کے اساتذہ اور شیوخ : آپ علم کے شیدائی اور اسکی طلب کے بڑے حریص تھے، جیسا کہ گذر چکا کہ آپ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اصحاب وتلامیذ سے حصولِ علم کیا، لیکن افسوس کہ جن کتابوں میں آپ کے حالاتِ زندگی منقول ہیں ان میں سوائے دو اساتذہ کے اور کسی کا نام مرقوم نہیں، اور وہ یہ ہیں :

(۱) آپ کی نسبت کی تحقیق کے لئے دیکھیئے :''الأنساب ،، للسمعانی (۱/۳۰۷) اور''اللباب ،، لإبن أثیر (۱/۱۳۳)۔

۱۔امام احمد بن محمد بن حجاج بن عبد العزیز ابوبکر المروزی ۔آپ اپنے وقت کے امام ،فقیہہ اور محدث تھے، بغداد آئے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی ،۶ جمادی الأول ۲۷۵ھ کو وفات پائی ۔(۲)

۲۔ امام ابومحمد سھل بن عبد اللہ بن یونس التستری ۔آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عابد وزاہد صاحبِ کرامات بزرگ تھے، آپ کے مواعظ اور نصائح بہت مشہور ہیں، محرم ۲۸۳ھ کو تقریبا اسّی سال کی عمر میں وفات پائی ۔(۳)

علمی مقام ومرتبہ : امام بربہاری رحمہ اللہ بارعب، حق گو، سنّت کے داعی اور احادیث کے متّبع تھے ،بادشاہِ وقت کے پاس آپ کا بہت بڑا مقام اور شہرت تھی ،آپ کی مجلسیں حدیث واثر اور فقہ کے حلقات سے بھری رہتیں ،جس میں اپنے وقت کے ائمہ ٔفقہ وحدیث بھی شریک ہوتے تھے ۔

ابوعبد اللہ الفقیہہ رحمہ اللہ کہتے ہیں : جب تم کسی بغداد کے رہنے والے کو دیکھو جو ابوالحسن بن بشّار اور ابومحمد البربہاری سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ

(۲) آپ کے مفصّل حالات کے لئے دیکھیں :''تاریخ بغداد ،،(۴/۴۲۳) طبقات الفقہاء ،،للشیرازی (۱۷۰)'' طبقات الحنابلۃ ،، (۱/۵۶) اور'' سیر أعلام النبلاء ،،(۱۳/۱۷۳)

(۳) آپ کے حالات کے لئے دیکھیں :''العبر ،،(۱/۴۰۷) '' سیر أعلام النبلاء ،،(۱۳/۳۳۰)

وہ اہلِ سنّت ہے ۔(۴)

آپ کے شاگردِ رشید اِبن بطّہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام بربہاری رحمہ اللہ کوفرماتے ہوئے سنا: اگر مجھ پر مفلسی آن پڑے اور میں اپنی قوم کوخطاب کرتے اے میری قوم! کہہ دوں، اگرمیں پانچ لاکھ دینار کا بھی ضرورت مند ہوتا تو میری قوم ضرور میرا تعاون کرتی،، ابن بطہ کہتے ہیں: ''اگر آپ چاہتے تو یہ رقم لوگوں سے با آسانی حاصل کر لیتے،،۔

ابن ابی یعلی فرماتے ہیں: '' آپ اپنے وقت کے امام تھے، اہلِ بدعت کا رد کرنے میں سب سے آگے تھے، ان کے خلاف زبان اور طاقت کا استعمال کرتے ، بادشاہِ وقت کے پاس آپ کا بہت بڑا مقام تھا،احباب میں اوّلیت حاصل تھی،آپ کا شمار ائمّہ ءعارفین، اصولی ثقہ اور حفّاظِ حدیث میں ہوتا ہے،،۔

امام ذھبیؒ فرماتے ہیں:''فقیہہ ،قدوہ، اورعراق میں حنابلہ کے امام تھے،آپ عظیم شہرت اورعزّت کے حامل تھے ،،۔

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں:''......آپ علم اور زہد کے جامع تھے...... بدعتیوں پر بہت سخت تھے،،۔

امام ابن کثیرؒفرماتے ہیں:'' آپ عالم، زاہد،حنبلیوں کے فقیہہ، اور واعظ تھے،اہلِ بدع ومعاصی پر بے انتہا سخت تھے، عام اور خاص آپ کی

(۴)دیکھیئے:'' طبقات الحنابلة ،، (۵۶/۱)

بے پناہ تعظیم کرتے تھے۔

زُھد وتقویٰ : امام بربہاری اپنے زہدوتقوی کی بنا بہت مشہور ہوئے ،جس کا ایک ثبوت امام ابوالحسن البشّار یہ دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے والد کی میراث میں سے ستّر ہزار درہم سے علاحدگی اختیار کرلی۔

ابن ابی یعلیؒ فرماتے ہیں:'' امام بربہاری کے دینی مجاہدات اورسلوک کی فہرست بڑی لمبی ہے،،۔

بدعتیوں کے متعلق آپ کا موقف : امام بربہاری رحمہ اللہ بدعتیوں اور ہوا پرستوں کی مخالفت میں بہت سخت تھے، ان کے خلاف زبان اور طاقت کا استعمال کرتے تھے،اور اس معاملے میں آپ کا موقف بلکل وہی تھا جواہلِ زیغ وضلال کے خلاف ہمیشہ اہلِ سنّت کا رہا ہے،آپ اس دین کوخرافات سے بالکل خالص کرنے اور اس کو ہر قسم کی بدعات ،خواہشات ،جہمیت ، اعتزال ، اشعریت ،تصوف ،شیعیت اور رافضیت سے پاک کرنا چاہتے تھے۔

اسی لئے آپ ان کی اس کتاب میں دیکھیں گے کہ وہ بڑی بدعات سے پہلے چھوٹی بدعات سے خبردار کرتے ہیں' مسئلہ نمبر ٦ میں فرماتے ہیں:''(دین میں) نئے کاموں سے بچو،اگر چہ کہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ چھوٹی بدعات بڑھتے بڑھتے بڑی بن جاتی ہیں،اسی طرح اس امت میں جوبھی بدعت ایجاد ہوئی وہ شروع میں چھوٹی اور

حق کے مشابہ تھی ،جس سے اس میں داخل ہونے والے دھوکہ کھا گئے اور پھر اس سے نکل نہ سکے ، پھر یہی چھوٹی بدعت بڑی ہوگئی اور ایک دین بن گئی جس کی پیروی کی جانے لگی ،جس کی وجہ سے (اس میں داخل ہونے والے نے) صراطِ مستقیم کی مخالفت کی اور اسلام سے نکل گیا''۔

آپ نے دیکھا کہ مؤلف رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ نفسانی خواہشات کے پیروا پنی بدعات کی ترویج کے لئے کیا حکمتِ عملی اختیار کرتے ہیں' پھر ہمیں ان کی راہ پر چلنے اوران کے اُسلوب کو اختیار کرنے سے ڈراتے ہوئے کہتے ہیں:'' یاد رکھو! (اللہ تم پر رحم کرے) تم اپنے اس زمانے میں خصوصًا، کسی کی بات سنو تو (اس پر عمل کرنے میں)ہرگز جلدی نہ کرو، اس کی کسی چیز میں داخل نہ ہوجاؤ، یہاں تک کہ تم (علماء سے) پوچھ لو اور غور کرلو کہ کیا اس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا تھا؟ اگر تم نے ان سے کوئی حدیث اس طرح کی پائی تو اس بات کو لے لو،اور اس سے آگے نہ بڑھواور اس پر کسی چیز کو پسند نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دوزخ میں جا گرو''۔

پھر مسئلہ نمبر۹ میں ارشاد فرماتے ہیں:''یاد رکھو! (سیدھی) راہ سے نکل جانا دو طرح ہوتا ہے۔

۱) ایک شخص راہِ (حق) سے پھسل گیا اور وہ خیر کا ارادہ رکھتا تھا،تو اس کی لغزش کی پیروی نہیں کی جائے گی ، کیونکہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

۲) دوسرے نے حق سے دشمنی کی ، اور اس راہ کی مخالفت کی جس پر اس سے پہلے متقی لوگ گامزن تھے، ایسا شخص گمراہ ،گمراہ گر، اور اس امت میں سرکش شیطان ہے، اس شخص کا فرض بنتا ہے جو اسکی حقیقت سے واقف ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے ڈرائے اور لوگوں کو اس کی اصلیت بیان کرے تا کہ کوئی اسکی بدعت میں گرفتار ہو کر برباد نہ ہو''۔

پھر مسئلہ نمبر ٦٨ میں فرماتے ہیں:'' جب تم کسی شخص کو احادیث پر تنقید کرتے ہوئے دیکھو(اس طرح کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مروی کچھ (صحیح) احادیث کو قبول نہیں کرتا یا ان کا انکار کرتا ہے) تو اس کے مسلمان ہونے میں شبہ کرو، کیونکہ ایسا شخص برے مذہب والا ہے، ایسا شخص رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام پر طعن کرتا ہے،اس لئے کہ ہم نے اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ ،قرآن ، نیکی و بدی ، دنیا اور آخرت کو احادیث سے جانا ہے ،،۔

مسئلہ نمبر ۱۰۰ میں فرماتے ہیں:'' جان لو! ہر بدعت ناسمجھ عوام کی جانب سے آتی ہے جو ہر آواز لگانے والے کے پیچھے دوڑتے ہیں' اور جدھر کی ہوا ہو، اسی طرف چل پڑتے ہیں' جو اس طرح کا ہو اس کا کوئی دین نہیں،،۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں آپ کے اور کئی یادگار اقوال ہیں جو ہمیں اہلِ بدع وہوا کے اوصاف اور نقوش کو اس طرح صاف واضح اُبھار کر پیش کرتے ہیں گویا ہم اُنہیں اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں، ذرا اس عبارت پر غور کریں جس میں امام موصوف بدعتیوں کے ان حالات کا تذکرہ فرما رہے ہیں جب کہ اُنہیں کچھ حکمرانی اور شان وشوکت نصیب ہوجائے ،فرماتے ہیں:'' **مثل أصحاب البدع مثل العقارب يدفنون رؤوسهم**

وأبدانهم فى التراب ، ويخرجون أذنابهم ، فإذا تمكّنوا ، لدغوا ، وكذلك أهل البدع ، هم مختفون بين الناس ، فإذا تمكّنوا ، بلغوا ما يريدون ،،

ترجمہ: اہلِ بدعت بچھوؤں کی طرح ہیں ، اپنے جسم اور سر کو مٹّی میں چھپائے رکھتے ہیں اور جب بھی موقعہ ملتا ہے تو ڈنک مارتے ہیں ، اسی طرح اہلِ بدعت بھی لوگوں میں چھپے رہتے ہیں اور جب کبھی موقعہ پاتے ہیں اپنے مقاصد کے حصول میں سرگرم ہوجاتے ہیں۔(طبقات الحنابلة : ۲/۴۴. المنهج الأحمد : ۲/۳۷)

یہ اہلِ بدع وضلال کے متعلق آپ کا موقف ہے جو سنّت کے لئے آپ کی غیرت اور ہر دین سے نکلے ہوئے بدعتی کے لئے اپنے لہجے میں تندی اور سختی لئے ہوئے ہے ، بلاشبہ اہلِ بدعت اور زیغ وضلال کے لئے اہل سنّت کا یہ فیصلہ کن اور مثالی موقف ہے۔

تلامذہ : امام موصوف سے طلباء کی ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا ، اس لئے کہ موصوف اپنے اقوال وکردار میں ایک مثال تھے ، جن میں سے چند یہ ہیں :

۱۔ أبوعبد اللہ بن عبید اللہ بن محمد العکبر ی ، اپنے وقت کے مشہور امام ، فقیہہ اور قدوہ ہیں ، ابن بطّۃ (۵) کے نام سے مشہور ہیں ، کئی مشہور کتابوں کے مصنّف ہیں ، جن میں '' الإبانۃ الکبریٰ ،، اور '' الإبانۃ الصغریٰ ،، زیادہ مشہور ہیں ، ۳۸۷ھ میں وفات پائی۔

۲۔ أبوالحسین محمد بن احمد بن اسماعیل بن سمعون البغدادی ، مشہور امام ، قدوہ ، واعظ اور صاحبِ حال وقال بزرگ ہیں ، ۱۵ ذی القعدۃ ۳۸۷ھ میں انتقال کیا۔(۶)

۳۔ ابوبکر احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ ، اس کتاب کے راوی ہیں ، ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

۴۔ ابوبکر محمد بن محمد بن عثمان۔ ان کے متلق خطیب بغدادی فرماتے ہیں :

'' ان کے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے کہ وہ تزہّد اور تقشّف اور اچھے مذہب کا اظہار کرتے رہے ، لیکن انہوں نے بہت سی منکر اور باطل روایتیں بیان کی ہیں۔(۷)

(۵) آپ کے مفصّل حالات کے لئے دیکھیں: '' العبر ،، (۲/۱۷۱) اور '' سير أعلام النبلاء ،، (۱۶/۵۲۹)

(۶) آپ کے مفصّل حالات کے لئے دیکھیں: '' العبر ،، (۲/۱۷۲) اور '' سير أعلام النبلاء ،، (۱۶/۵۰۵)

(۷) ان کے حالات کے لئے دیکھیں: '' تاريخ بغداد ،، (۳/۲۲۵) اور '' الميزان ،، (۴/۲۸)

آزمائش اور وفات : امام بربہاری رحمہ اللہ کی عوام اور خواص میں خاصّی توقیر وتعظیم تھی ، بادشاہِ وقت کے دربار میں بڑی قدر ومنزلت تھی ، جس کی بنا آپ کے بدعتی دشمن کُڑھتے رہتے اور آپ کے خلاف بادشاہِ وقت کے

کان بھرتے رہتے ، یہاں تک کہ ۳۲۱ھ میں خلیفہ قاہر باللہ اور اس کے وزیر ابن مقلہ نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، اس نادر شاہی فرمان کی وجہ سے آپ روپوش ہوگئے، آپ کے بے شمار اصحاب اور شاگردوں کو بغداد سے بصرہ جلا وطن کیا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ابن مقلہ اور قاہر باللہ کو فوراً کا فوراً ان کے کئے کی سزا دی، اس طرح کہ ابن مقلہ سے خلیفہ قاہر ناراض ہوکر اسے وزارت سے برطرف کر دیا اور اس کی گرفتاری کا فرمان جاری کیا، ابن مقلہ کہیں فرار ہوگیا، اور اس کے مکان کو جلا دیا گیا، خلیفہ قاہر بھی قہرِ الٰہی سے بچ نہ سکا، ۶ جمادی الآخر ۳۲۲ھ کو وہ گرفتار کرلیا گیا، خلافت سے معزول کر کے اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں، جس کی وجہ سے وہ اندھا ہوگیا، اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزّت وحشمت دوبارہ لوٹائی، بلکہ وہ پہلے سے بھی سوا ہوگئی، آپ کے اصحاب غالب ہوگئے اور آپ کی تعلیمات عام ہوگئیں، یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ کو بغداد کے مغربی کنارے سے گذرتے ہوئے چھینک آ گئی، آپ کے ساتھیوں نے چھینک کا جواب دیا، اس جواب کی گونج خلیفہ کے محل سے جاٹکرائی، خلیفہ نے پوچھا کہ یہ کس طرح کی گونج ہے، جب اسے بتایا گیا تو وہ گھبرا گیا۔

اس واقعہ کے بعد بدعتی ٹولہ خلیفہ راضی باللہ پر امام بربہاری کا معاملہ خوفناک بنا کر پیش کرنے لگے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خلیفہ نے بدر الحرسی کو جو صاحب الشرطہ تھا، یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ امام بربہاری کے احباب میں سے کوئی دو افراد ایک جگہ اکھٹے نہ ہونے پائیں، اس ظالمانہ اعلان کے بعد امام موصوف جن کا مکان بغداد کے مغربی کنارے باب محوّل کے پاس تھا رُوپوش ہوکر مشرقی کنارے چلے آئے اور اسی روپوشی کے ہی ایام میں رجب ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔

ابن اَبی یعلیٰ فرماتے ہیں: ''مجھے محمد بن حسن المقری نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا اور دادی نے بتلایا کہ: ''امام بربہاری، توزون کی بہن کے گھر میں جو مشرقی کنارے، حمام پھاٹک کے پاس تھا، چُھپے ہوئے تھے، تقریباً ایک ماہ آپ روپوش رہے تھے کہ خون رُک جانے کی بیماری میں گرفتار ہوئے اور اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا، توزون کی بہن نے اپنے خادم سے کہا: ''دیکھو! کسی غسل دینے والے کو لاؤ، وہ گیا اور ایک غسل دینے والے کو لایا، اور گھر کا دروازہ بند کیا تا کہ کسی کو آپ کی میّت کا بھی پتہ نہ چل سکے، غسل دینے کے بعد پھر تنہا آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے لگا، گھر والی نے دیکھا کہ سارا گھر ایسے لوگوں سے بھرا ہوا ہے جو سفید اور ہرے کپڑوں میں ملبوس تھے، جب اس نے سلام پھیرا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا، اس نے اپنے خادم کو بلا کر پوچھا: ''کیا تو نے دروازہ بند کیا تھا؟،، کہا: ہاں، اور یہ چابیاں ہیں،، کہا: ''جا کر دیکھ کہ کہیں دروازہ کُھلا تو نہیں ہے؟ کہا: ''نہیں،، پھر پوچھا کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا جو سفید اور سبز لباس میں ملبوس تھے؟ کہا: ''ہاں،، اس عورت نے کہا: ''امام صاحب کو میرے ہی گھر میں دفن کرا اور جب میں مرجاؤں تو مجھے بھی آپ کے پہلو میں دفنانا،،۔

اللہ تعالیٰ امام بربہاری پر رحم کرے، اور انہیں بے حساب ثواب عطا فرمائے، بے شک آپ اپنے وقت کے امام، قدوہ، عارف باللہ اور بدعتیوں اور زندیقوں پر صیقل شدہ تیز تلوار تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقائدِ اہلِ سنّت والجماعت

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مذہبِ اسلام کی ہدایت عطا فرمائی، اور اس دین کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا، اور ہمیں خیرِ اُمّت میں پیدا کیا، ہم اس سے اُن کاموں کی توفیق چاہتے ہیں جو اُسے محبوب اور پسند ہیں اور ان کاموں سے اسکی حفاظت طلب کرتے ہیں جو اُسے ناپسند اور ناراض کرنے والے ہیں۔

(1) جان لو! کہ اسلام ہی سُنّت ہے اور سُنّت ہی اسلام ہے، یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے۔

(2) یہ بھی سُنّت ہے کہ جماعت کو لازم پکڑا جائے، جس نے جماعت سے منہ موڑا اور اسے چھوڑ دیا اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا، اور گمراہ و گمراہ گر ہوا۔

(3) اور وہ بنیاد جس پر جماعت قائم ہو وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رحمہم اللہ اجمعین ہیں، وہی اہلِ سنّت والجماعت ہیں، جو ان سے (دین) نہیں لیا وہ گمراہ ہوا اور بدعت ایجاد کیا، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی اور گمراہ دوزخ میں ہیں۔(۱)

(۱) مشہور حدیث ”كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار“، جسے امام نسائی نے ” باب : كيف الجمعة ۳/۱۸۸) بیہقی نے ”الأسماء والصفات“، (۱/۱۴۵) میں حضرت جابر بن عبد

(4) حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ”کسی گمراہی کو ہدایت سمجھ کر عمل کرنے والے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے اور نہ ہی کسی ہدایت کو گمراہی سمجھ کر چھوڑنے والے کے لئے کوئی عذر ہے، اس لئے کہ تمام اُمور واضح کردئے گئے ہیں، حجّت ثابت ہوچکی ہے اور عذر ختم ہوگیا ہے“۔(۲) یہ اس لئے کہ سنت اور جماعت نے دین کے تمام معاملات کو مضبوط کردیا ہے اور ہر چیز لوگوں کے لئے واضح کردی ہے، اب لوگوں پر صرف اتّباع ضروری ہے۔

(5) جان لو! (اللہ تم پر رحم کرے) کہ دین اللہ تبارک وتعالی کی جانب سے آیا ہے، یہ لوگوں کی عقل اور ان کی آراء پر نہیں قائم کیا گیا ہے، اس کا علم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے، تم ذرا بھی اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو تم دین سے دور جاگرو گے اور اسلام سے نکل جاؤ گے، پھر تمہارے لئے کوئی حجت نہیں ہوگی، کیونکہ رسول اللہ

ﷺ نے اپنی امت کے لئے سنت کو بیان کر دیا اور اپنے صحابہ کرم کے لئے اسے واضح کر دیا

اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے شیخ الإ سلام اِمام اِبن تیمیہ رحمہ اللہ نے'' الفتاوی الکبری ،، (۱۶۳/۳) میں صحیح قرار دیا ہے
(۲) اس قول کو اِمام اِبن بطّہ نے'' الإبانة الکبری ،، (ص۱۶۲) میں أوزاعی سے روایت کیا ہے ، لیکن اس کی سند منقطع ہے ۔ اسی قول کو اِمام مروزی نے'' السّنة ،، (ص۹۵) میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے ان الفاظ میں نقل کیا ہے'' لا عذر لأحد بعد السنّة فی ضلالة رکبه یحسب أنها هدی ،، (ترجمہ تقریبا وہی ہے جو گذر چکا)

ہے ، اور وہی جماعت اور سوادِ اعظم ہیں ، اور سوادِ اعظم حق اور اہلِ حق ہیں ، جس نے دین کے کسی معاملے میں اصحابِ رسول ﷺ کی مخالفت کی اس نے کُفر اختیار کیا ۔ (۳)

(6) جان لو کہ لوگوں نے اس وقت تک کوئی بدعت ایجاد نہیں کی جب تک کہ انہوں نے اس جیسی کسی سنّت کو نہ چھوڑ دیا ، اس لئے دین میں نئی ایجادوں سے بچو ، کیونکہ ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ، گمراہی اور گمراہ دوزخ میں ہیں ۔

(7) (دین میں) نئے کاموں سے بچو ، اگر چہ کہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں ، کیونکہ چھوٹی بدعات بڑھتے بڑھتے بڑی بن جاتی ہیں ، اسی طرح اس امت میں جو بھی بدعت ایجاد ہوئی وہ شروع میں چھوٹی اور حق کے مشابہ تھی ، جس سے اس میں داخل ہونے والے دھوکہ کھا گئے اور پھر اس سے نکل نہ سکے ، پھر یہی چھوٹی بدعت بڑی ہوگئی اور ایک دین بن گئی ، جس کی پیروی کی جانے لگی ، جس کی وجہ سے (اس میں داخل ہونے

(۳) یہ کفر حقیقی معنی میں نہیں ہے ، کیونکہ کافر کا اطلاق صرف اسی شخص پر ہوتا ہے جو واقعی کافر بنانے والے گناہوں کا مرتکب ہوا ہو اور کافر کہنے سے روکنے والی چیزیں اس سے ختم ہو جائیں ۔ شیخ الإ سلام اِمام اِبن تیمیہ رحمہ اللہ نے'' الفتاوی الکبریٰ ،، (۱۶۳/۳) میں فرماتے ہیں : '' کسی کو کافر کہنے کی کچھ شرائط ہیں اور کسی معین شخص کو کافر کہنے سے روکنے کے لئے بہت سی رکاوٹیں ہیں ، مطلق کافر کہنا معین کی تکفیر کے لئے لازم نہیں ہے ، مگر جب کہ وہ شروط پائی جائیں اور کافر کہنے سے روکنے والی چیزیں اس سے ختم ہو جائیں ۔

والوں نے) صراطِ مستقیم کی مخالفت کی اور اسلام سے نکل گئے ۔ (۴)

(8) یاد رکھو ! (اللہ تم پر رحم کرے) تم اپنے اس زمانے میں خصوصًا ، کسی کی بات سنو تو (اس پر عمل کرنے میں) ہرگز جلدی نہ کرو ، اس کی کسی چیز میں داخل نہ ہو جاؤ ، یہاں تک کہ تم (علماء سے) پوچھ لو اور غور کر لو کہ کیا اس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا (یا کیا) تھا ؟ اگر تم نے ان سے کوئی حدیث اس طرح کی پائی تو اس بات کو لے لو ، اور اس سے آگے نہ بڑھو اور اس پر کسی چیز کو پسند نہ کرو ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دوزخ میں جا گرو ۔

(9) یاد رکھو ! (سیدھی) راہ سے نکل جانا دو طرح ہوتا ہے ۔

۱) ایک شخص راہِ (حق) سے پھسل گیا اور وہ خیر کا ارادہ رکھتا تھا ، تو اس کی لغزش کی پیروی نہیں کی جائے گی ، کیونکہ وہ ہلاک ہونے والا ہے ۔

۲) دوسرے نے حق سے دشمنی کی ، اور اس راہ کی مخالفت کی جس پر اس سے پہلے متقی لوگ گامزن تھے ، ایسا شخص گمراہ ، گمراہ گر ، اور اس امت میں سرکش شیطان ہے ، اس شخص کا فرض بنتا ہے جو اسکی حقیقت سے واقف ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے ڈرائے اور لوگوں کو اس کا واقعہ بیان کرے تا کہ کوئی اسکی بدعت میں گرفتار ہوکر برباد نہ ہو۔

(۴) یہ بھی اس معنی میں نہیں ہے ، کیونکہ کیونکہ اسلام سے خارج کرنے والی بدعات بھی ہیں اور بہت سی ایسی ہیں کہ اس کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوتا ، لیکن یہ اس شخص پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتی ہیں یہاں تک کہ اسے اسلام سے منحرف کر دیتی ہیں ، شاید اسی کو مؤلف رحمہ اللہ نے مراد لیا ہو۔

(10) جان لو ! (اللہ تم پر رحم کرے) کسی بندے کا اسلام اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اتبّاع کرنے والا ، تصدیق کرنے اور قبول کرنے والا نہ ہو ، جس نے یہ دعوی کیا کہ اسلام میں کچھ چیزیں باقی رہ گئی ہیں جسے جناب محمد ﷺ کے صحابہ نے ہمیں نہیں بتلایا ، تو اس نے انہیں جھوٹا قرار دیا اور اس کی یہ بات ان پر طعنہ زنی اور پھوٹ ڈالنے کے لئے کافی ہے ، اور ایسا شخص بدعتی ، گمراہ ، گمراہ گر اور اسلام میں ایسی نئی چیز پیدا کرنے والا ہے جو اس میں نہیں تھی ۔

(11) جان لو ! (اللہ تم پر رحم کرے) کہ سنّت میں قیاس نہیں ہے (۵) نہ اس کے لئے تشبیہات اور مثالیں دی جائیں گی (۶) اور نہ اس میں خواہشاتِ نفس کی پیروی کی جائے گی ، بس احادیثِ رسول ﷺ کی بلا چوں وچرا ، بلا تشریح (۷) (اللہ کی صفات میں) تصدیق کی جائے گی اور کیوں ؟ کیسے ؟ نہیں کہا جائے گا ۔

(۵) اس سے مؤلف کی مراد وہ قیاس ہے جس کے ذریعے سنّتِ رسول ﷺ کی تردید کی جائے ۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا: ''یا إبن أخی ! إذا حدّثتک عن رسول الله ﷺ حدیثا فلا تضرب له الأمثال ،، بھتیجے ! جب میں رسول اللہ ﷺ سے تمہیں کوئی حدیث کہوں تو تم اس کے لئے (یا اس کی مخالفت میں) مثالیں نہ دو ۔ (إبن ماجة : باب تعظیم حدیث رسول الله ﷺ نمبر : ۲۲) اسکی سند حسن ہے ۔

(۷) یہ صرف اللہ تعالٰی کی صفات کے بارے میں ہے ، لیکن دین کی دوسری باتوں کی تشریح اور توضیح بے حد ضروری ہے ، تا کہ لوگ اسے سمجھیں ، اور یہ تشریح دینی علوم میں ماہر اہلِ علم وفقہ کریں گے ۔

(12) علمِ کلام ، مناظرہ ومباحثہ ، ہٹ دھرمی اور جھگڑا بدعت ہے ، دل میں شک پیدا کرتا ہے اگر چہ کہ یہ کرنے والا حق اور صواب کو پائے ۔

(13) جان لو ! (اللہ تم پر رحم کرے) اللہ رب العالمین کی ذات کے بارے میں بحث کرنا بدعت اور گمراہی ہے ، اللہ سبحانہ وتعالٰی کے بارے میں وہی کہا جائے گا جو اس نے قرآن مجید میں اپنی توصیف بیان کرتے ہوئے کہا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو بتلایا ہے ، وہ سبحانہ تعالٰی ایک ہے ﴿لَیۡسَ كَمِثۡلِهِ شَیۡءٌ وَهُوَ السَّمِیعُ الۡعَلِیمُ﴾ (الشوری : آیت : ۱۰) اس کی جیسی کوئی چیز نہیں ، وہ (لامحدود) سننے اور دیکھنے والا ہے ۔

(14) ہمارا رب اول ہے اور اس میں ''کب'' کا سوال ہی نہیں ، اور وہ آخر ہے ، جس کی کوئی انتہا نہیں ، وہ اپنے

عرش پر مستوی ہے، اس کا علم ہر جگہ ہے، اس کے علم سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

(15) اللہ تعالی کی صفات میں کیوں اور کیسے وہی کہے گا جو اس کی ذات میں شک کرتا ہے۔

(16) قرآن اللہ تعالی کا اتارا ہوا کلام اور اس کا نور ہے، وہ مخلوق نہیں ہے، اس لئے کہ قرآن اللہ کی ذات سے ہے اور جو اللہ سے ہے وہ مخلوق نہیں ہے، یہی بات امام مالک بن انس اور امام احمد بن حنبل رحمہم ا اللہ اور ان سے پہلے اور بعد کے فقہاء نے کہی ہے، اور اس میں بحث کرنا کفر ہے۔

(17) قیامت کے دن (اللہ تعالی کی) رؤیت پر ایمان رکھنا ضروری ہے، (بندے) اللہ تعالی کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور وہ ان کا حساب لے گا (اور اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان) نہ کوئی پردہ ہوگا اور نہ ہی ترجمان۔

(18) قیامت کے دن میزان پر ایمان رکھنا ضروری ہے، جس میں نیکی اور بدی تولی جائے گی، اس کے دو پلڑے اور ایک زبان ہوگی۔(۸)

(19) عذابِ قبر اور منکر اور نکیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

(20) رسول اللہ ﷺ کے حوض (کوثر) پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اور (روزِ محشر) ہر نبی کا (الگ الگ) حوض ہوگا،(۹) سوائے حضرت صالح

(۸) اس حدیث کو أبو الشیخ نے اپنی تفسیر میں (بحوالہ ''الدرّ المنثور،، (۳/۴۱۸) کلبی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''الميزان له لسان و كفتان،،۔ اور کلبی پر جھوٹے ہونے کی تہمت ہے، (التقریب:۴۷۹) اس موضوع پر مکمل تحقیق کے لئے دیکھیں: ''تحقيق البرهان فی إثبات حقيقة الميزان،، لمرعی الحنبلی (ص۵۲) اور ''مجموع فتاوی ابن تیمیة: ۳۰۲/۴،،

(۹) اس تعلق سے بے شمار روایتیں کتب حدیث میں مروی ہیں جن میں سے ایک حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إنّ لكل نبی حوضا، وإنهم يتباهون أيهم أكثر واردة، وأنی أرجو الله أن أكون أكثرهم واردة،، ہر پیغمبر کا ایک حوض ہوگا، اور وہ اپنے حوض پر آنے والوں کی کثرت پر فخر کریں گے، مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ اس حدیث کو

علیہ السلام کے، ان کا حوض انکی اونٹنی کا تھن ہوگا۔(۱۰)

(21) قیامت کے دن گناہ گاروں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور پُل صراط پر ایمان رکھنا ضروری ہے، آپ علیہ السلام گناہگاروں کو جہنم کے پیٹ سے نکالیں گے۔ اور ہر پیغمبر (اپنی اپنی امتوں کے لئے) شفاعت کریں گے، اور اسی طرح صدّیقین، شہداء اور صالحین بھی شفاعت کریں گے، اور آخر میں اللہ تعالی اپنی مہربانی سے جسے چاہے جنت میں داخل کریں گے، اور دوزخ سے اس وقت نکلیں گے جب وہ جل کر کوئلہ بن گئے ہونگے۔(۱۱)

(22) جہنم کے اوپر پل صراط پر ایمان رکھنا واجب ہے، پُل صراط جسے اللہ چاہے پکڑ لے گا، جسے وہ چاہے اس

سے گذر جائے گا، جس کو چاہے جہنم میں گرادے گا، اور مومنوں کو انکے ایمان کے مطابق نور حاصل ہوگا .

اِمام بخاری نے'' التاریخ الکبیر،، (۱/۴۴) ترمذی نے : باب ما جاء فی صفۃ الحوض (۴/ ۶۲۸ ـ شاکر) اِبن أبی عاصم نے'' السنّۃ،، (۷۳۹) طبرانی نے'' الکبیر،، (۷/۲۱۲) میں روایت کیا ہے، اور اس حدیث کو علامہ اَلبانیؒ نے بھی'' الأحاديث الصحيحة،، (۱۵۸۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۰) اس تعلق سے آئی ہوئی حدیث موضوع ہے، اس میں ایک راوی عبدالکریم بن کیسان ہے، اسے اِمام ابن جوزی، ذہبی اور عقیلی وغیرہ متعدد محدّثین نے مجہول اور منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

(۱۱) شفاعت اور اس کی اقسام کے متعلق آئی ہوئی احادیث کی تخریج کے لئے دیکھیں:'' البداية والنهاية لإبن كثير : ۲/۱۳۹. ۱۷۶،،'' شرح عقيدة الطحاوية لإبن أبى العزّ : ۲۲۳. ۲۳۷،، كنز العمال : ۱۴ / ۳۹۰. ۴۱۵،، اور'' معارج القبول : ۲ / ۲۰۸ . ۲۲۳،،

(23) تمام انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

(24) جنت اور جہنم کے برحق اور انکے مخلوق ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے، جنت ساتویں آسمان میں ہے اور اسکی چھت عرش ہے، اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے، اور وہ دونوں پیدا شدہ ہیں، جنّتیوں اور دوزخیوں کی تعداد اور ان میں کون داخل ہونگے اللہ ہی جانتا ہے ، یہ دونوں کبھی فنا نہیں ہونگیں ، بلکہ اللہ کی بقا کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گی ۔(۱۲)

(25) آدم علیہ السلام پیدا شدہ باقی جنت میں تھے، اس سے اللہ تعالی کی نافرمانی کے بعد نکالے گئے۔

(26) مسیح دجّال کے آنے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(27) حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان لانا واجب ہے، وہ اپنے دنیا میں آنے کے بعد دجّال کو قتل کریں گے، اور شادی کریں گے، اور محمد ﷺ کی آل سے تعلق رکھنے والے خلیفہ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے، پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی تدفین کریں گے۔

(۱۲) اس تعلق سے مزید تحقیق کے لئے پڑھیں :علامہ مرعی الحنبلی کی'' توقيف الفريقين على خلود أهل الدارين،، اِمام صنعانی کی'' كشف الأستار إبطال أدلة القائلين بفناء النار،، اور شیخ الإسلام إمام إبن تيميه رحمه اللہ کی کتاب'' الرد على من قال بفناء الجنة والنار،،

(28) اس بات پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے کہ ایمان قول اور عمل، عمل اور قول اور نیّت اور اصابت کا نام ہے، وہ بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی، اللہ جتنا چاہتا ہے بڑھتا ہے اور اتنا گھٹتا ہے کہ سب کچھ ختم ہوجاتا ہے۔

(29) رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ افضل حضرت ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان رضی اللہ عنہم ہیں، ہمارے پاس اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت آئی ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: '' رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم کہتے تھے:'' رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب افضل، حضرت ابوبکر، پھر عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم ہیں اور آپ علیہ السلام اس قول کو سنتے اور اس پر کوئی نکیر نہیں فرماتے تھے،،۔ (۱۳)
ان کے بعد سب سے افضل حضرات علی، طلحہ، زبیر، سعد بن اَبی وقّاص، سعید بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف اور اَبو

عبیدہ عامر بن الجرّاح رضوان اللہ علیہم
أجمعین ہیں، اور یہ تمام خلافت کے لائق ہیں، ان صحابہ کرام کے بعد سب سے افضل پہلی صدی ہجری کے لوگ ہیں، جن میں آپ علیہ السلام مبعوث کئے گئے تھے یعنی مہاجرین اولین اور انصار، یہ وہ لوگ ہیں

١٣) اسی مفہوم کی کئی روایتیں: امام بخاری نے (فضائل الصحابة ، باب : فضل أبی بكر .باب : مناقب عثمان)اورامام أحمد نے : (فضائل الصحابة ٥٣تا٥٩، ٦٢تا ٦٤، ٤٠١) میں ذکر کی ہیں۔

جنہوں نے دونوں قبلوں (بیت المقدس اور کعبۃ اللہ) کی طرف نماز پڑھی، پھر انکے بعد سب سے افضل وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی صحبت میں ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال یا اس سے کم یا زیادہ رہے۔ ہم ان پر رحمت کی دعا کرتے ہیں، ان کے فضائل کو بیان کرتے ہیں، اور انکی لغزشوں کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا تذکرہ بھلائی اور خیر سے کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: ''إذا ذكر أصحابی فأمسكو ا،، (حديث حسن ، أخرجه الطبرانی عن إبن مسعود) ''جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو (ان کی برائی کرنے سے) اپنے آپ کو روک لو''۔ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین کے بارے میں ایک (بُرا) لفظ بھی کہتا ہے، وہ خواہشِ نفس کا پیرو ہے۔
اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''أصحابی كا النجوم ، بأيّهم اقتديتم اهتديتم،، (١٤) میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔

(١٤) تمام محدثین اس حدیث کے ضعیف، موضوع اور باطل ہونے پر متفق ہیں۔ بزاز کہتے ہیں: اس قول کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی جانب درست نہیں ہے،، ابن حزم فرماتے ہیں: ''مكذوب ، موضوع ، باطل،، امام بیہقی فرماتے ہیں: اس حدیث کا متن بڑا مشہور ہے لیکن اس کی کوئی سند ثابت نہیں ہے،، ابن کثیر فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے اور اسے اصحاب صحاح ستّہ میں سے کسی نے بھی روایت نہیں کیا ہے،، اس حدیث کو عراقی، ابن حجر اور ألبانی

(30) حکمرانوں کی اطاعت ان کاموں میں جو اللہ تعالی کو محبوب اور خوش کرنے والے ہیں، ضروری ہے، جو تمام انسانوں کے اجماع اور انکی مرضی سے خلافت کا والی ہوا ہو، وہ امیر المؤمنین ہے۔
(31) کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک رات بھی اس طرح گذارے کہ اس کا کوئی امام (اس سے کوئی مسلکی امام مراد نہیں، بلکہ امیر اور حاکم مراد ہے) نہ ہو، چاہے وہ اچھا ہو یا بُرا۔
(32) حج اور جہاد امام کے ساتھ جاری رہے گا، اور نمازِ جمعہ ان کے پیچھے جائز ہے، فرض کے بعد دو دو کرکے چھ رکعات پڑھی جائیں گی، (١٥) امام احمد بن حنبل نے اسی طرح کہا ہے۔(١٦)
(33) حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول تک خلافت خاندانِ قریش میں رہے گی۔

رحمہم اللہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے .تفصیل کے لئے دیکھیں :بیہقی کی" المدخل ،،(۱۶۲. ۱۶۴)،ابن کثیر کی " تحفة الطالب ،،(۱۶۵. ۱۶۹)زرکشی کی " المعتبر ،، ۸۲. ۸۵)عراقی کی "تخريج أحاديث المنهاج ،، (۸۱. ۸۶) ،ابن حجر کی " موافقة الخُبر الخبر ،، (۱/ ۱۴۵. ۱۴۸)اور " تلخيص الحبير ،، (۴/ ۱۹۰. ۱۹۱)اورألبانی کی " سلسلة الأحاديث الضعيفة ،، (۵۸. ۶۲)

(۱۵)بعد نمازِ جمعہ سنّتوں کے متعلق رسولِ اکرم ﷺ کا عمل یہ تھا کہ جب یہ سنّتیں آپ مسجد میں پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور جب گھر میں پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے ۔(مترجم)

(۱۶)"طبقات الحنابلة،،(۱/۴۲، ۲۴۱، ۲۹۴، ۳۱۱، ۳۲۹، ۳۴۲)

(34) جو مسلمانوں کے کسی بھی امام (حکمران) پر خروج کرتا (بغاوت کرتا ہے) وہ خارجی ہے ، اس نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ کیا ،اور احادیث کی مخالفت کی اور اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی ۔

(35) (مسلم) حکمرانوں سے جنگ اور بغاوت کرنی ناجائز ہے ، اگر چہ کہ وہ ظلم کریں ، اور یہی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی وصیت ہے :"إصبر و إن كان عبداً حبشياً " صبر کر! اگر چہ کہ حکمران ایک حبشی غلام بھی کیوں نہ ہو" ۔(۱۷)اور آپ علیہ السلام کی انصار کے لئے وصیت ہے :"إصبروا حتّى تلقوني على الحوض " صبر کرو! یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو (۱۸) حکمران سے جنگ کرنا مسنون نہیں ہے ، کیونکہ اس میں دین اور دنیا کا فساد ہے ۔

(36) خوارج کا قتل کرنا حلال ہے جب وہ مسلمانوں کے مال ، جان اور اہل وعیال سے تعرض کریں ۔اور جب وہ میدان چھوڑ کر بھاگ

(۱۷) مسلم،كتاب الإمارة ، باب :وجوب طاعة الأمراء فى غير معصية .احمد:(۳/ ۱۷۱) ابن ماجه :باب : طاعة الإمام(۲۸۶۲)

(۱۸) بخاری ،مناقب الأنصار : باب : قول النبى ﷺ إصبروا حتّى تلقونى على الحوض. مسلم،كتاب الإمارة ، باب :الصبر عند ظلم الولاة ۱۸۴۵ . احمد:(عن أسيد بن حضير . ۳/ ۵۷، ۱۷۱)

کھڑے ہوں تو انہیں (قتل کرنے کے لئے) تلاش کرنا ،ان کے زخمیوں پر ظلم کرنا ،قیدیوں کو قتل کرنا، ان کا مال لینا اور بھاگنے والوں کا پیچھا کرنا ناجائز ہے ۔

(37) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے ، اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی انسان کی اطاعت ناجائز ہے ۔

(38) جو مسلمان ہے ، اس کے نکوکار یا بدکار ہونے کی تم گواہی نہ دو ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس کی موت کس پر ہوگی ؟ تم اس کے لئے اللہ سے رحمت کی امید رکھو اور اسکے گناہوں پر (عذاب کا) خدشہ رکھو ، تم نہیں جانتے کہ موت کے وقت اللہ کی جانب سے اُسے کس ندامت کا سامنا کرنا پڑا ، اور اللہ نے اسے اس وقت کیا (نعمتیں) عطا کیں جب کہ اسکی اسلام پر وفات ہوئی ، اسکے لئے تم اللہ سے رحمت کی امید رکھو اور اسکے گناہوں پر عذاب کا

خدشہ رکھو۔

(39) بندہ کتنا بھی بڑا گناہ گار ہو، اس کے لئے توبہ کا دروازہ کُھلا ہے۔

(40) (شادی شدہ زانی کے لئے) سنگسار کرنا حق ہے۔

(41) سفر میں نماز قصر کرنا (چار رکعتوں والی فرض نماز دو رکعت پڑھنا) سنّت ہے.

(42) سفر میں جو چاہے روزہ رکھ سکتا ہے اور جو چاہے چھوڑ سکتا ہے۔

(43) پاجاموں میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(44) نفاق: اسلام ظاہر کرنا اور (دل میں) کفر چھپانا ہے۔

(45) جان لو! دنیا، دارِ اسلام اور ایمان ہے۔(۱۹)

(46) اور امتِ محمدیہ ﷺ میں وہ تمام داخل ہیں جو اپنے احکامِ دین ومیراث اور ذبیحہ پر ایمان رکھتے ہیں ،اور (تمام مسلمانوں کی) نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔

(47) کسی کے حقیقی مومن ہونے کی گواہی ہم اس وقت تک نہیں دے سکتے جب تک کہ وہ کامل اسلامی شریعت پر عمل نہ کرے، اگر اس میں اس نے کچھ کوتاہی کی تو اس کا ایمان ناقص ہوگا یہاں تک کہ وہ توبہ کرے، جان لو! اس کے ایمان کی حقیقت اللہ کے سپرد ہے کہ اس کا ایمان کامل ہے یا ناقص؟ الّا یہ کہ اس سے شریعت اسلامیہ کا ضائع ہونا عیاں ہو۔

(48) اہلِ قبلہ (جو بھی کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں یعنی

(۱۹) ابوبکر الاِسماعیلی کہتے ہیں: اہلِ سنت کے نزدیک جس ملک میں جب تک نماز کی اذان اور اقامت ہو رہی ہو اور وہاں کے رہنے والے نماز کی ادائیگی پر قادر ہوں وہ دارِ اسلام ہے (اعتقاد اھل السنۃ۔ صفحہ ۵۱) علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: بات غلبہ کی ہے، اگر حاکم مسلمان ہوں اس طرح کہ کفار اپنے کفر کا کُھل کر اظہار نہ کر سکتے ہوں، یا اگر کریں تو بھی مسلمانوں کی اجازت سے کر سکتے ہوں تو ایسا ملک دارِ اسلام ہے، کفار کی عادات کا اس میں اظہار بھی ہو تو یہ نقصان دہ نہیں ہے، اس لئے کہ وہ کفار کی طاقت اور غلبہ سے ظاہر نہیں ہو رہے ہیں اور جب معاملہ برعکس ہو تو وہ دارِ کفر ہے۔''أحکام الذمّیین والمستأنسین فی دار الإسلام'' (صفحہ ۱۸۔۲۱۔ مصنف: ڈاکٹر عبدالکریم زیدان)

مسلمان) میں سے جو بھی مرجائے، چاہے اسکی موت رجم (شادی شدہ زانی مرد یا عورت پر سنگ ساری کی حد) سے ہو، یا وہ زانی ہو یا زانیہ، یا اس نے خودکُشی کی ہو یا شرابی ہو، اسکی نمازِ جنازہ ادا کرنا سنّت ہے۔

(49) کوئی مسلمان اس وقت تک اسلام سے خارج نہیں ہوگا جب تک کہ وہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت، یا رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ کسی ایک حدیث کا انکار نہ کرے یا غیر اللہ کے لئے ذبح کرے یا اسکی عبادت کرے، جس نے یہ کام کیا، تم پر واجب ہے کہ تم اسے اسلام سے خارج کردو، جس نے ایسے کام نہیں کیئے وہ نام کے اعتبار سے مومن اور مسلمان ہے، حقیقت کے اعتبار سے نہیں۔ (کیونکہ کسی کے ایمان کی حقیقت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے)

(50) تم جو بھی (صحیح) احادیث سنو جس کی حقیقت کو تمہاری عقل پہنچ نہیں سکتی، جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان: " قلوب العباد بين إصبعين من أصابع الرحمن " (٢٠) بندوں کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان: اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔(إن الله .تبارک وتعالى.ينزل إلى سماء الدنيا

(٢٠) أخرجه مسلم : القدر ، باب : تصريف الله تعالى القلوب كيف شاء ٦٢٥٤ .وأحمد(١٦٨/٢) من حديث عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما .

(٢١)اور عرفہ کے دن نزول فرماتا ہے۔(وينزل يوم عرفة (٢٢) اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نزول فرمائے گا۔(وينزل يوم القيامة) (٢٣)اور(وجهنم لا يزال يطرح فيها ، حتى يضع عليها قدمه جلّ ثناؤه.(٢٤)

(٢١) بخارى ، التهجد ، باب : الدعاء والصلاة فى آخر الليل . الدعوات ، باب :الدعاء نصف الليل. ومسلم ، صلاة المسافرين ، باب الترغيب فى الدعاء والذكر فى آخر الليل ٧٥٨. من حديث أبى هريرة .

(٢٢) اس حدیث کو ابن مندہ نے " التوحید،، (١/١٤٧) ابو الفرج الثقفی نے " الفوائد،، (٢/ ٧-٨/١-٩٢) میں اور بغوی نے " شرح السنّۃ ،، (٧/ ١٥٩) مرزوق عن أبی الزبیر عن جابر سے مرفوعًا روایت کی ہے، اس حدیث کی اور بھی کئی اسناد ہیں جو کہ تمام کی تمام ضعیف ہیں۔لیکن یہ روایت حضرت أم سلمۃ رضی اللہ عنہا سے موقوفا مروی ہے اور اس کی سند صحیح ہے، اس حدیث کو امام دارمی نے " الرد علی الجھمیۃ ،، (١٣٧) أبو عثمان الصابونی نے " عقیدۃ السلف ،، میں اور دارقطنی نے " النزول ،،اور لا لکائی نے " شرح السنّۃ ،، میں حضرت أم سلمۃ رضی اللہ عنہا سے موقوف روایت کیا ہے، عقیدہ کی یہ بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی، اس لئے یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔

(٢٣) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزول فرمانے کے متعلق کئی آثار ہیں، جن کی تفصیل اِمام دارمی رحمہ اللہ کی " الرد على الجهمية ،، (٧٢-٧٥) اور تفسیر ابن کثیر (٣/ ٣١٥-٣١٦) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(٢٤) متفق علیہ من حدیث أنس بن مالکؓ۔ بخاری: کتاب التفسیر: باب ﴿وتقول هل من مزيد﴾ مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها . باب : النار يدخله الجبارون۔(٢٨٤٨)

اللہ تعالیٰ جہنم میں لوگوں کو ڈالتا رہے گا، یہاں تک کہ اپنا قدم اس پر رکھ دے گا۔اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: اگر تو میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں تیری طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں" (إن مشيت إلى هرولت إليک.

(٢٥)اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: " اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا " (إن الله خلق آدم على صورته) (٢٦)اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "میں نے اپنے رب کو اچھی شکل میں دیکھا " (رأيت ربى فى أحسن صورة .(٢٧)

اور اس طرح کے احادیث متعلق تمہارا عمل تسلیم کرنے اور اسکو سچّا سمجھنے اور اس کی حقیقت کو اللہ کے سپرد کرنے (۲۸) اور اس پر رضا کا ہونا چاہیئے ،تم اپنی پسند کی اس تفسیر نہ کرو، اس لئے کہ اس پر ایمان واجب ہے، جس نے ان میں سے کسی چیز کی تفسیر اپنی خواہش سے کرتا ہے یا اسے رد کردیتا

(۲۵)بخاری : کتاب التوحید : باب : ﴿ویحذرکم اللہ نفسہ﴾ مسلم کتاب الذکر والدعاء (۲۶۵۷) حدیث أبی هریرةؓ.

(۲۶) بخاری : کتاب الإستیذان : باب :بدء السلام . مسلم : کتاب البرّ ، باب النهی عنضرب الوجه (۲۰۱۷) حدیث أبی هریرةؓ.

(۲۷)صحیح ،أخرجه الترمذی: کتاب التفسیر : باب : ومن سورة ص.وأحمد (۲۴۳/۵) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنه.

(۲۸) مصنف کی مراد ''کیفیت ،،کاعلم اللہ تعالی کے سپرد کرنا ہے نہ کہ معانی کا علم ۔مزید تحقیق کے لئے دیکھیں شیخ رضا بن نعسان کی کتاب: ''علا قة الإثبات والتفویض بصفات رب العالمین ،،(ص۲۹)اور ''شیخ اِبن باز رحمہ اللہ کا صابونی پررد ،،(ص۸۔۱۴)

ہے وہ جہمی ہے ۔(۲۹)

(51) جواس دنیا میں اللہ تعالی کی دیدار کا دعوی کرتا ہےتو وہ اس نے اللہ تعالی کے ساتھ کفر کیا۔

(52) اللہ تعالی کے بارے میں غور وفکر کرنا بدعت ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:''مخلوق کے متعلق غور وفکر کرو اور اللہ تعالی کے بارے میں غور نہ کرو'' (تفکروا فی الخلق ، ولاتفکروا فی اللہ .(۳۰) کیونکہ رب کے متعلق غور وفکر دل میں شک کو داخل کرتا ہے۔

(53)جان لو! تمام کیڑے مکوڑے ، درندے اور چوپائے جیسے چیونٹیاں،مکھیاں وغیرہ حکمِ الٰہی کے پابند ہیں ، جو بھی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے
کرتے ہیں۔

(۲۹) یہ فرقہ جہم بن اَبی صفوان کی طرف منسوب ہے ، اس شخص نے سب سے پہلے اللہ تعالی کی صفات کا انکار کیا۔اس شخص کو خالد بن عبد اللہ القسری عامل خراسان نے عیدالأضحیٰ کے دن حصول ثواب کی خاطر اپنے ہاتھوں سے ذبح کردیا۔مترجم۔

(۳۰) اس حدیث کو ان الفاظ سے أبوالشیخ نے''العظمة،،(۵) اور أبوالقاسم الأصبهانی نے''الترغیب،، (نمبر ۶۶۸،۶۶۹،۶۷۰) میں حضرت ابن عباس سے مرفوع روایت کیا ہے، اگر چہ کہ اس کی سند ضعیف ہےلیکن اس کے لئے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت جسے أبونعیم نے''حلیة الأولیاء،،(۶/۶۶۔۶۷)اور أبوالقاسم الأصبهانی نے'' الترغیب،، (نمبر۶۷۳) میں ذکر کیا ہے ، اس طرح یہ حدیث حسن کے درجے کو پہنچتی ہے ، دیکھیئے سلسلة الأحادیث الصحیحة للألبانیؒ ،۱۷۸۸)

(54) اس بات پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے اللہ تعالی اوّل زمانے سے جو کچھ ہوا اور جو نہیں ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے، وہ تمام جانتا ہے ،اس نے اُسے گن گن کر رکھا ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ وہ جو گذر چکا اور جو ہونے والا ہے، اس کا علم نہیں رکھتا ،اس نے اللہ تعالی کے ساتھ کفر کیا.

(55) نکاح اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ ولی (لڑکی یا عورت کے لئے) اور دوصاحبِ انصاف گواہ اورمہر نہ ہو،اور جس (عورت یا لڑکی) کا کوئی ولی نہیں تو اس کا ولی حاکمِ وقت (جب کہ وہ مسلم ہو) ہے.

(56) کسی بھی کلمہ گومسلمان کا خون حرام ہے،مگر تین وجوہات سے(۳۱):۱) شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کاری کا مرتکب ہونا ۔۲) مسلمان ہونے کے بعد مُرتد ہوجانا ۔۳) کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا ،جس کے قصاص میں اس کو قتل کیا جائے گا ۔اس کے علاوہ کسی مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر قیامت تک کے لئے حرام ہے ۔

(57) وہ تمام چیزیں جن کے لئے اللہ تعالی نے فنا ہونا مقرر کیا ہے فنا ہوجائیں گی ،سوائے جنت ، دوزخ ،عرش ، کرسی ، لوحِ محفوظ ، قلم اور صورتیں ، ان میں سے کوئی بھی کبھی فنا نہیں ہونگی ،پھر قیامت کے دن

(۳۱)بخاری : کتاب الدیات:باب :قوله تعالى ﴿ إن النفس بالنفس﴾ مسلم : کتاب القسامة ، باب : ما يباح به دم المسلم (١٦٧٦) حديث عبد الله بن مسعود رضى الله عنه .

اللہ تعالی اپنی مخلوق کوجس حالت میں انکی وفات ہوئی تھی ، ان میں سے جس کا چاہے حساب لے گا ،ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک دوزخ میں ، پھر اللہ تعالی ان تمام مخلوقات کو جو بقا کے لئے نہیں پیدا کی گئی تھیں ،فرمائے گا:تم مٹی ہوجاؤ۔

(58) قیامت کے دن تمام مخلوق کے درمیان قصاص قائم کیا جائے گا ، چاہے وہ انسان ہوں یا درندے اور چوپائے ، یہاں تک کہ چھوٹی چیونٹی کا بھی دوسری چیونٹی سے قصاص لیا جائے گا ، یہاں تک کہ اللہ تعالی انسانوں میں سے بھی ایک دوسرے کا بدلہ لے گا ، جنت والوں کا دوزخیوں سے ، دوزخیوں کا جنتیوں سے ،جنتیوں کا بھی ایک دوسرے سے اور دوزخیوں کا بھی ایک دوسرے سے ۔

(59) عمل کو اللہ تعالی کے لئے خالص کرنا چاہیئے ۔

(60) اللہ تعالی کے فیصلوں پر راضی اوراس کے احکام (کو ادا کرنے میں آنے والی مشکلات) پرصبر کرنا چاہیئے ، اللہ کے تمام فرامین اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان رکھنا چاہیئے ، اللہ تعالی کو بندوں کے تمام ہونے والے کاموں اور انکے انجام کا علم ہے ،وہ اللہ کے علم سے نہیں نکل سکتے ،اورتمام آسمانوں اور زمینوں میں وہی ہورہا ہے جو اللہ کے علم میں ہے ،تم اچھی طرح جان لو کہ جوتمہیں ملا ہے وہ تم سے کبھی چُوکنے والا نہ تھا اور جو چھوٹ گیا وہ ملنے والا نہ تھا اور اللہ تعالی کے علاوہ اور کوئی خالق نہیں ۔

(61) نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہی جائیں گی ، یہ امام مالک بن انس، سفیان ثوری ،حسن بن صالح الھمدانی ،احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور دیگر فقہاء کا قول ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کا بھی فرمان ہے ۔(۳۲)

(62) اس پر بھی ایمان ہونا چاہیئے کہ بارش کے ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوتا ہے(۳۳) جو اس قطرہ کو اس جگہ پر رکھتا ہے جہاں اللہ تعالی کا حکم ہے۔

(63) اس بات پر بھی ایمان رکھنا چاہیئے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جنگِ بدر کے دن جب کنویں میں گرائے گئے مردہ مشرکین (ابوجہل،

(۳۲) حضرت أبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:'' أن رسول الله ﷺ نعى النجاشى فى اليوم الذى مات فيه ، وخرج بهم إلى المصلى ، فصفّ بهم وكبّر عليه أربع تكبيرات ،، بخارى : الجنائز ، باب : التكبير على الجنازة أربع . مسلم : الجنائز ، باب : التكبير على الجنازة ۔(چار سے زیادہ تکبیرات کا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثبوت ہے، مزید تحقیق کے لئے دیکھیں:'' المجموع ،، للنووى (۵/۲۱۱)'' شرح السنّة ،، للبغوى (۵/۳۴۱) '' سبل السلام ،، للصنعانى (۲/۱۴۳) '' زاد المعاد ،، لإبن القيم (۱/۵۰۷. ۵۰۹) '' أحكام الجنائز ،، للألبانى (۱۱۱. ۱۱۴)

(۳۳) یہ حکم بن عتیبہ اور حسن بصری رحمہما اللہ کا قول ہے، اس مرسل حدیث کو حکم بن عتیبہ سے طبری نے اپنی تفسیر (۱۴/۱۹) اور أبو الشیخ نے'' العظمۃ،، (۴۹۳) میں حسن سند سے روایت کیا ہے۔اور حسن بصری سے أبو الشیخ نے'' العظمۃ،، (۷۶۱) میں حسن سند سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے'' البدایۃ والنھایۃ،، (۱/۴۱)'' الدر المنثور،، للسیوطی (۵/۷۱)

عتبہ، شیبہ، امیۃ بن خلف وغیرہ) سے خطاب کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی باتوں کو سُنا تھا۔(۳۴)

(64) اس بات پر بھی ایمان رکھنا چاہیئے کہ جب (مسلمان) آدمی بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اسکی بیماری پر اجر عطا فرماتا ہے۔(متفق علیہ)

(۳۴) حضرت أنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:'' أن رسول الله ﷺ ترك قتلى بدر ثلاثا ،ثم أتاهم فقام عليهم فناداهم فقال : يا أبا جهل بن هشام !يا أمية بن خلف ! يا عتبة بن ربيعة !يا شيبة بن ربيعة ! أليس قد وجدتم ما وعد ربكم حقا ؟فإنى قد وجدت ما وعدنى ربى حقا ، فسمع عمر قول النبى ﷺ فقال : يارسول الله ! كيف يسمعوا وأنى يجيبوا وقد جيفوا ؟ قال : والذى نفسى بيده ! ما أنتم بأسمع لما أقول منهم ، لكنهم لا يقدرون أن يجيبوا .ثم أمر بهم فسحبوا ، فألقوا فى قليب بدر ۔(مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها ، باب : عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه (۲۸۷۴)

رسول اللہ ﷺ نے مقتولین بدر کو تین دن تک میدان میں ہی چھوڑے رکھا، پھر آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں پکار کر فرمایا:'' اے ابوجہل بن ہشام! اے اُمیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! تمہارے رب نے جو (عذاب کا) وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچّا نہیں پایا؟ اور میں نے بھی میرے رب نے مجھ سے جو (نصرت کا) وعدہ کیا تھا سچّا پالیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے سنیں گے اور کہاں سے جواب دیں گے جب کہ وہ مردہ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم میری باتوں کو اتنا اچھا نہیں سن رہے ہو جتنا کہ وہ سن رہے ہیں، لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ نے انہیں گھسیٹ کر بدر کے (اندھے) کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا۔

(65) شھید کو اس کی شھادت پر اجر عطا کیا جاتا ہے۔

(66) اس پر بھی ایمان ہونا چاہیئے کہ بچوں کو جب اس دنیا میں کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ درد محسوس کرتے ہیں، یہ اس لئے کہ بکر بن اُخت عبد الواحد کہتا ہے کہ انہیں تکلیف نہیں ہوتی اور وہ جھوٹا ہے۔

(67) جان لو! کہ کوئی بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا نہیں سکتا، اور اللہ تعالی کسی کو بغیر گناہوں کے سزا نہیں دیتا، اور جس کو بھی سزا دی تو اسکے گناہوں کے مطابق دی، اگر اللہ تعالی زمین اور آسمان کے تمام نکوکاروں اور بدکاروں کو عذاب دینے کے بعد بھی وہ ظالم نہیں ہے، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ظالم ہے، کیونکہ ظالم وہ ہے جو دوسروں کی چیز لیتا ہے، اور تمام مخلوق اور حکم تو اسی کے لئے ہے، مخلوق اسکی ہے اور دار دنیا وآخرت اس کا ہے، جو وہ کرتا ہے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اور مخلوقات پوچھی جائیں گی، کیوں؟ اور کیسے؟ کہنے کی بھی گنجائش نہیں ہے، اور کوئی بھی اللہ اور اسکی مخلوق کے درمیان دخل اندازی نہیں کرسکتا۔

(68) جب تم کسی شخص کو احادیث پر تنقید کرتے ہوئے دیکھو (اس طرح کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مروی کچھ (صحیح) احادیث کو قبول نہیں کرتا یا ان کا انکار کرتا ہے تو اس کے مسلمان ہونے میں شبہ کرو، کیونکہ ایسا شخص برے مذہب والا ہے، ایسا شخص رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام پر طعن کرتا ہے، اس لئے کہ ہم نے اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ، قرآن، نیکی و بدی اور دنیا وآخرت کو احادیث سے جانا ہے۔(۳۵)

(69) قرآن (اپنی تشریح وتوضیح کے لئے) احادیث کا زیادہ محتاج ہے بنسبت احادیث کے، (یعنی احادیث قرآن کے کم محتاج ہیں)۔(۳۶)

(70) خاص طور پر تقدیر کے متعلق بحث وتکرار کرنا تمام مسلکوں کے ماننے والوں کے پاس ممنوع ہے، اس لئے کہ وہ اللہ تعالی کا بھید ہے اور اللہ تعالی اور تمام انبیاء علیہم السلام نے تقدیر کے متعلق بحث ومباحثہ سے

(۳۵) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''من ردّ حدیث رسول اللہ ﷺ فهو علىٰ شفا هلكة ،، (طبقات الحنابلة : ۲/۱۵) (الإبانة الكبرى لإبن بطّة: ۱/۹۷) جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ٹھکرائی وہ بربادی کے دہانے پر ہے۔

(۳۶) یہ قول امام مکحول شامی رحمہ اللہ سے مروی ہے، جسے خطیب بغدادی نے ''الکفایۃ،، (ص۱۶)، ابن عبد البر نے ''جامع بیان العلم،، (۲/۱۹۱)، حازمی نے ''الناسخ والمنسوخ،، (ص۲۵) میں صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔ امام یحیی بن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''السنة قاضية على الكتاب، وليس القرآن بقاض على السنة،، حدیث قرآن کا فیصلہ کرتی ہے نہ کہ قرآن سنت کا۔ اس قول کو دارمی نے اپنی ''سنن،، (۱/۱۱۷) اور ابن عبد البر نے ''جامع بیان العلم،، (۲/۱۹۱) میں ذکر کیا ہے۔ فضل بن زیاد کہتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے اس حدیث کے بارے میں کہ حدیث قرآن کا فیصلہ کرتی ہے...... پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں اس سے زیادہ کہنے کی جسارت اپنے اندر نہیں پاتا ''إن السنة قاضية على الكتاب، إن السنة تفسّر الكتاب وتبيّنه،، کہ بے شک سنت قرآن کا فیصلہ کرتی ہے اور بلا شبہ سنت کتاب کی تشریح اور توضیح کرتی ہے۔ اسے ابن عبد البر نے ''جامع بیان العلم،، (۲/۱۹۱) میں ذکر کیا ہے۔

منع فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے تقدیر کے معاملے میں مباحثہ سے منع فرمایا، اور صحابہ کرام اور تابعین، تمام

علماء اور اصحابِ تقوی اس کو حرام سمجھتے تھے ، تمہارے لئے ضروری ہے کہ جن جن چیزوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم انہیں تسلیم کرو، مانو اوران پر ایمان لاؤ، اور باقی معاملات میں خاموشی اختیار کرو۔

(71) اس پر بھی ایمان ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی ، آپ ﷺ عرش تک پہنچے ، رب العالمین سے کلام فرمایا، جنت میں داخل ہوئے ، دوزخ میں جھانک کر دیکھا ،فرشتوں کو دیکھا ، اللہ تعالی کی باتیں سنیں ، آپ ﷺ کے لئے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا اور آپ نے عرش ،کرسی اور بلندیوں کو اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمینوں میں جو کچھ ہے ، حالتِ بیداری میں دیکھا ،حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو براق پر سوار کرایا اور سارے آسمانوں کی سیر کرائی ، اور اسی رات آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور آپ اسی رات میں مکہ واپس تشریف لائے اور یہ واقعہ ہجرت سے (ایک سال) پہلے کا ہے۔

(72) جان لو! شہیدوں کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں، جنت میں جاتی آتی رہتی ہیں ،اور مومنوں کی روحیں عرش کے نیچے رہتی ہیں ،(۳۷) اور کافروں اور گناہ گاروں کی روحیں برہوت (۳۸) میں رہتی ہیں اور وہ سجّین (۳۹) میں ہے۔

(73) اس پر بھی ایمان رہنا چاہیئے کہ مردہ اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اللہ تعالی اس میں روح کو اس وقت تک کے لئے ڈالتا ہے جب تک کہ منکر اور نکیر اس سے ایمان اور اسکی شاخوں کے متعلق سوال نہ کرلیں ، پھر اس کی روح بغیر تکلیف کے قبض کرلی جاتی ہے ، میت جب کوئی زیارت کرنے والا اس کے پاس آتا ہے تو اسے جانتا ہے ،(۴۰) اور مومن کو اسکی قبر میں نعمتیں دی جاتی ہیں اور کافر اور گناہ گار کو جیسے اللہ تعالی چاہتا ہے عذاب دیا جاتا ہے ۔

(74) جان لو کہ عمریں اللہ کے فیصلے اور تقدیر سے ہیں ۔

(75) اس پر بھی ایمان ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی بن

(۳۷)صحیح مسلم : کتاب الإمارة ، باب : بیان أن أرواح الشهداء فی الجنة (۱۸۷۸)حدیث عبد الله بن مسعود رضی الله عنه .

(۳۸) کفار کی روحیں برہوت میں رہتی ہیں ...... یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔جیسا کہ امام ابن قیم نے ''کتاب الروح ،، (ص ۱۴۵۔۱۴۷) اور ابن رجب نے '' أهوال القبور ،، (ص ۲۵۵۔۲۶۳) میں ذکر کیا ہے ۔

(۳۹) کتاب وسنت کی روشنی میں یہی صحیح ہے ۔

(۴۰) اس تعلق سے جتنی بھی روایات آئی وہ صحیح نہیں ہیں، تفصیل کے لئے دیکھیں '' بشری الکئیب بلقاء الحبیب (ص ۸۷۔۸۹) اور ابن رجب کی '' أهوال القبور ،، (ص ۱۸۴۔۱۹۲)

عمران علیہ الصلوۃ والسلام سے کوہِ طور پر کلام کیا ، اور حضرت موسی علیہ السلام اللہ تعالی کی ہی آواز کو اپنے کانوں

سے سن رہے تھے نہ کہ کسی دوسرے کی آواز کو، جو اس کے علاوہ کوئی اور بات کہتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کا مرتکب ہے۔

(76) عقل مخلوق ہے، اور ہر انسان کو اللہ تعالی نے جتنی چاہی اتنی عقل دیا، اور وہ عقلوں کے اعتبار سے فرق رکھتے ہیں آسمانوں کے ذرات کی طرح، اور ہر انسان سے اتنا ہی عمل مطلوب ہے جتنی کہ اسکو اللہ نے عقل عطا کی ہے، عقل کوشش سے حاصل نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ اللہ تعالی کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے۔

(77) اللہ تعالی نے بندوں کو ایک دوسرے پر دینی اور دنیوی فضیلت دی ہے، یہ اس کا انصاف ہے، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے ظلم کیا اور انصاف سے ہٹ گیا، جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالی کی مہربانی مومن اور کافر پر برابر برابر ہے وہ بدعتی ہے، بلکہ اللہ تعالی نے مومنوں کو کافروں، اطاعت کیشوں کو نافرمانوں اور معصوموں کو گناہ گاروں پر فضیلت دے رکھی ہے، یہ اسکی مہربانی ہے وہ جسے دے اور جسے چاہے نہ دے۔

(78) کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دین کے معاملے میں اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے خیر خواہی نہ کرے چاہے وہ نکوکار ہو یا بدکار، جس نے مسلمانوں سے خیر خواہی چھپائی اس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا، جس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اس نے دین کو دھوکہ دیا، جس نے دین کو دھوکہ دیا اس نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور تمام مومنوں سے خیانت کی۔

(79) اللہ تبارک وتعالی سننے والا دیکھنے والا، سننے والا جاننے والا ہے، اسکے دونوں ہاتھ کُھلے ہوئے ہیں، اللہ تعالی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی یہ جانتا ہے کہ وہ اسکی نافرمانی کریں گے، اس کا علم ان میں نافذ ہے، اسے مخلوق کے متعلق علم انہیں اسلام کی ہدایت دینے میں مانع نہیں ہے، اسلام کے ذریعے اس نے ان پر فضل واحسان فرمایا، فلہ الحمد۔

(80) جان لوکہ! موت کے وقت (مختلف لوگوں کو) تین طرح کی بشارتیں ملتی ہیں، کہا جاتا ہے: ''اے اللہ کے محبوب! اللہ کی رضا اور جنت سے خوش ہوجا''۔ ۲) ''اے اللہ کے دشمن! اللہ کے غضب اور دوزخ سے خوش ہوجا'' ۳) اے اللہ کے بندے اسلام کے بعد جنت سے خوش ہوجا''۔ اور یہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

(81) جنت میں سب سے پہلے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار کرنے والے اندھے (جو دنیا میں اندھے تھے) ہونگے (۴۱) پھر مرد اور

(۴۱) اس تعلق سے جو مرفوع روایت رسول اللہ ﷺ سے آئی ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے، اس کو دیلمی نے ''فردوس الأخبار،، (۱/۵۵) میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوع بیان کیا ہے اور امام لالکائی نے ''السنۃ،، (۹۲۴) میں حسن بصریؒ سے ضعیف سند سے ذکر کیا ہے۔

پھر عورتیں ہونگی ،جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم اپنے رب ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو،اس کے دیکھنے میں تمھیں کچھ دشواری پیش نہیں آئے گی ۔(بخاری من حدیث جریر بن عبد اللہ) اس پر ایمان واجب ہے اوراس کا انکار کفر ہے۔

(82) جان لو۔ اللہ تم پر رحم کرے ۔دین میں جب بھی زندیقیت ، انکار، شک ، بدعت ، گمراہی اور دینی امور میں حیرانی آئی تو علم کلام اوراہلِ کلام وجدل اور مناظرہ سے آئی ،تعجب ہے کہ کوئی شخص بحث ومباحثہ، جدل ومناظرہ کی جرأت کیسے کرسکتا ہے؟ جب کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے﴿وَمَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اللہ کی آیات میں وہی جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں ۔تمھیں تسلیم کرنا ضروری ہےاور احادیث اوراصحابِ حدیث سے راضی رہنا چاہیئے ، (اور جو باتیں تمہاری سمجھ کے باہر ہوں) سکوت اختیار کرنا چاہیئے ۔

(83) اس پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالی مخلوق کو آگ کا عذاب دے گا ، باندھ کر، نکیل ڈال کر، زنجیریں پہنا کر، اورآگ انکے پیٹوں میں اور انکے اوپر اور نیچے ہوگی، اس لئے کہ جہمیہ ۔جن میں ہشام الفوطی بھی ہے۔اللہ اوراسکے رسول ﷺ کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: اللہ آگ کے قریب سے عذاب دے گا

(84) جان لو کہ! فرض نمازیں پانچ ہیں، نہ انکی تعداد زیادہ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی انکے اوقات میں کمی کی جاسکتی ہے، سفر میں (چار رکعت والی نمازیں) دو رکعت ہیں، سوائے نمازِ مغرب کے، جو فرض نمازوں کی پانچ سے زیادہ تعداد کا قائل ہے وہ بدعتی ہے اور جو اس سے کم کا قائل ہے وہ بھی بدعتی ہے، اللہ تعالی ان میں سے ہرایک کو اس کے وقت پر ہی قبول فرماتا ہے، سوائے اس کے کہ کوئی بھول سے پڑھے، ایسا شخص معذور ہے، جب اسے اپنی بھول یاد آئے تو وہ اس کو دوبارہ ادا کرے گا، یا یہ کہ کوئی مسافر ہو اگر وہ چاہے تو دونوں نمازوں کو اکھٹی پڑھ سکتا ہے

۔

(85) زکاۃ، سونے، چاندی، (خشک) پھل (جیسے کھجور وغیرہ) غلّوں اور پالتو جانوروں (اونٹ اونٹنی، گائے بیل، بکرا بکری، مینڈھا مینڈھی اور بھینس) میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فرض ہے، اگر وہ خود اپنی جانب سے تقسیم کردیتا ہے تو جائز ہے، اگر امام (یا بیت الزکاۃ) کو دے دیا تو بھی جائز ہے۔

(86) جان لو کہ! اسلام کا پہلا فریضہ أشهد أن لا إله إلاّ الله وأشهد أنّ محمداً عبده ورسوله کی گواہی دینا ہے۔

(87) اللہ تعالی نے جو کچھ کہا وہ برحق ہے، اور جو کہا اس کی نظیر نہیں، اور جس کے متعلق کہا وہ بالکل حق ہے۔

(88) تمام (سابقہ) شریعتوں پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے۔

(89) خرید وفروخت مسلمانوں کے بازار جائز ہے جب کہ قرآن اور سنت کے مطابق ہو، اس میں کوئی جور وظلم،

دھوکہ دہی، تبدیلی یا قرآن اور علم کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔

(90) جان لو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ بندہ کے لئے لازم ہے کہ جب تک وہ دنیا میں رہے، شفقت کو تھامے رکھے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کس چیز پر اسکی موت اور خاتمہ ہوگا، اور کس عمل پر وہ اللہ سے ملاقات کرے گا، اگرچہ کہ اس نے تمام نیک اعمال کئے ہوں۔

(91) گناہ گار شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے موت کے وقت امید نہ توڑے، اللہ تعالی سے اچّھا گمان رکھے، اپنے گناہوں سے ڈرے، اگر اللہ نے اس پر رحم کیا تو اسکی مہربانی ہے، اگر اس نے عذاب دیا تو اس کے گناہوں کی وجہ سے دیا ہے۔

(92) اس پر بھی ایمان ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد الرسول اللہ ﷺ کو امت میں قیامت تک ہونے والے فتنوں سے آگاہ کردیا ہے۔

(93) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**ستفترق أمّتی علی ثلاث وسبعین فرقة کلّها فی النار إلاّ واحدة**'' میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سوائے ایک کے تمام دوزخ میں جائیں گی۔ اور وہ جماعت ہے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا: ''**ما أنا علیه الیوم وأصحابی**'' (۴۲) جس پر آج میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔ دین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خلافت میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اسی حالت میں تھا' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اختلافات اور بدعات درآئیں اور لوگ فرقوں اور گرہوں میں بٹ گئے' کچھ لوگ شروع سے ہی حق پر قائم رہے' حق کہا' اس پر عمل کیا اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا.

دین کا معاملہ چوتھے طبقہ تک ٹھیک ہی چل رہا تھا' لیکن بنی فلان (بنوعباس) کی خلافت میں زمانہ الٹ گیا اور لوگ بہت بدل گئے' بدعات زیادہ ہوگئیں اور باطل راستے کی دعوت دینے والے زیادہ ہوگئے اور ہر اس معاملے میں مصیبت آگئی جس معاملے میں نہ کبھی رسول اللہ ﷺ نے لب کُشائی کی اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین نے' اور وہ افتراق کی دعوت دینے لگے...... جب کہ افتراق سے رسول اللہ ﷺ نے روکا ہے ......اور ایک دوسرے کو کافر قرار دینے لگے' ہر ایک اپنی رائے کی طرف بلانے لگا اور اس کو کافر قرار دینے لگا جو اس کا مخالف ہے' جس کی وجہ سے جاہل عوام اور بے علم لوگ گمراہ ہونے لگے' ان لوگوں نے انہیں دنیوی مال کا لالچ دیا اور دنیوی سزا کا خوف دلایا' اس

(۴۲) یہ حدیث حسن ہے۔ ترمذی: **کتاب الإیمان، باب: ما جاء فی إفتراق هذه الأمة .(۲۶/۵) سلسلة الأحادیث الصحیحة ،، للألبانی (۲۰۳، ۲۰۴)**

لئے عوام دنیوی سزا کے خوف اور دنیوی اسباب کی رغبت کی وجہ سے انکی جانب مائل ہوگئے' سنّت اور اہلِ سنّت چھپ گئے بدعتوں کا ظہور ہوا اور وہ خوب پھلی پھولیں اور انجانے میں بہت سے کفریہ(۴۳) اعمال میں مبتلا ہوگئے اور قیاس کو حق کا معیار بنالیا اور اللہ تعالی کی قدرت' اسکی آیات' احکام' اوامر اور نواہی کو اپنی عقلوں پر تولنے لگے' جو انکی عقل کے موافق ہوتا اسے قبول کرلیتے اور جو موافق نہ ہوا اسے رد کردیتے' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام' سنّت اور اہلِ سنّت خود اپنے گھر میں اجنبی ہوگئے.

(94) جان لو: بے شک عورتوں سے نکاحِ متعہ اور (غیر شرعی) حلالہ قیامت کی صبح تک حرام ہے.

(95) رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے بنو ہاشم کی فضیلت کو پہچانو، قریش اور اہلِ عرب اور تمام قبائلِ عرب کی فضیلت کو جانو اور اسلام میں ان کی قدر اور حقوق کو پہچانو' اور انکے آزاد کردہ غلاموں کی بھی قدر کرو کیونکہ آزاد کردہ غلام بھی انہیں میں سے ہوتا ہے' اسلام میں تمام لوگوں بالخصوص انصار کے حق کو پہچانو اور انکے متعلق رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی قدر کرو' اور آلِ رسول ﷺ کی شرف وفضیلت کو ہرگز نہ بھولو اور نہ ہی مدینہ منورہ میں رہنے والے اور انکے پڑوسیوں کے حقوق اور فضیلت کو.

(۴۳) یعنی ایسے اعمال جس کی وجہ سے وہ کفر میں مبتلا ہوگئے یا انہیں اس سے قریب کردیا، اس عبارت سے مؤلف کا مقصود انہیں کافر قرار دینا نہیں ہے۔

(96) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے' اہلِ علم ہمیشہ جہمیہ کے اقوال کا رد کرتے رہے ہیں' لیکن بنو عباس کی خلافت میں رویبضہ نے دینی امور میں فتوے دینے شروع کئے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر کھلے عام طعن کرنے لگے اور رائے وقیاس کو لے کر انکی مخالفت کرنے والوں کو کافر قرار دینے لگے' ان کی باتوں میں جاہل' غافل اور بے علم لوگ آگئے جس کی وجہ سے لاعلمی میں بہت سی کفریہ باتوں میں مبتلا ہوگئے اور امت مختلف وجوہ سے برباد ہوگئی' کئی وجوہ سے کفر' زندقیت' ضلالت' افتراق اور بدعات میں مبتلا ہوگئی' سوائے ان لوگوں کے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے اقوال اور اوامر پر ثابت قدم رہے اور ان سے آگے نہیں بڑھے اور انکے طریقے اور مذہب سے منہ نہیں موڑا' اور اس حقیقت کو جان لیا کہ صحیح اسلام اور ایمان وہی ہے جس پر وہ عامل تھے اور انہوں نے انکی اتباع کیا اور یہ جان لیا کہ دین اتباعِ رسول ﷺ اور اتباعِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہی نام ہے.

(97) جان لو! جس نے یہ کہا: "کہ اس کے قرآنی الفاظ مخلوق ہیں" وہ بدعتی ہے' جو خاموش رہا اور نہ مخلوق کہا اور نہ غیر مخلوق' وہ جہمی ہے' یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان ہے(۴۴) . اور رسول اللہ ﷺ نے

(۴۴) دیکھیئے : امام عبد اللہ کی" السنة "،(۱/۱۶۳) اِمام اَبی داوَد کی" مسائل الإمام أحمد (۲۶۵. ۲۷۱)اور"مجموع الفتاوی للإمام إبن تیمیه"،(۱۲/ ۳۵۹. ۳۶۳. ۳۷۳. ۳۷۵)

ارشاد فرمایا ہے:" إنه من يعش منكم بعدى فسيرى إختلافا كثيرا، فإياكم ومحدثات الأمور ، فإنها

ضلالة ، وعليكم بسنتى وسنةالخلفاء الراشدين المهديين،و عضّوا عليها با لنو ا جذ،،(۴۵) جوتم میں میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، اس لئے تم نئے نئے کاموں سے دور رہو، کیونکہ وہ گمراہی ہیں، تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اور اس کو اپنے داڑھوں سے مضبوط پکڑ لو۔

(98) جان لو! جہمیہ کے عقائد واعمال میں تباہی اسی لئے آئی کہ انہوں نے اللہ تعالی کی ذات میں غور کرنا شروع کیا اور کیوں؟ کیسے؟ کہہ کر بحث کرنی شروع کی اور احادیث کو چھوڑ کر قیاس کو اپنایا اور دین کو اپنی عقل پر قیاس کرنے لگے' جس کی وجہ سے ایسے صریح کفر کے مرتکب ہوگئے جس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ باقی نہ رہا اور عام مسلمانوں کو انہوں نے کافر قرار دیا' اس معاملے نے انہیں یہاں تک پہنچایا کہ بالآخر انہوں نے اللہ تعالی کی تمام صفات کا انکار کردیا.

(99) بعض علماء نے ......جن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی ہیں

(۴۵) صحيح : " مسند أحمد ،، (۴/۱۲۶.۱۲۷) أبوداؤد : كتاب السنّة ، باب : لزوم السنّة ۵/۱۳ .ترمذى:كتاب العلم:باب ماجاء فى الأخذ بالسنّة وإجتناب البدع ۵/۴۴.إبن ماجة : باب إتباع السنّة الخلفاء الراشدين /۲۴ .عن عرباض بن سارية رضى الله عنه .

کہا ہے کہ:''جہمی کافر ہیں' اہلِ قبلہ (مسلمانوں) میں سے نہیں ہیں' ان کا خون حلال ہے' نہ وہ کسی مسلمان کے وارث ہوسکتے ہیں اور نہ کوئی مسلمان ان کا وارث ہوسکتا ہے' اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ:'' نمازِ جمعہ نہیں ہے اور نہ نمازِ باجماعت اور نہ ہی عیدین کی نماز ہے اور نہ ہی صدقہ ہے' انہوں نے قرآن کو مخلوق نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا اور امتِ محمدیہ ﷺ پر تلوار اٹھانا حلال جانا' اور اسلاف کی مخالفت کی اور لوگوں کو ایسی چیزوں میں آزمانے لگے جس کے بارے میں محمد ﷺ نے کبھی گفتگو نہیں فرمائی اور نہ ہی آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُجمعین نے' انہوں نے مساجد اور جوامع (جن مساجد میں جمعہ پڑھا جاتا ہے) کو بند کرکے اسلام کو کمزور کرنا چاہا' جہاد کو معطل قرار دیا' افتراق مچایا' احادیث کی مخالفت کی' منسوخ احکام کے متعلق رائے زنی کی' متشابہ آیات سے حجّت اور دلیل پکڑی اور لوگوں کو انکے عقائد اور دین کے متعلق شکوک میں مبتلا کردیا' اللہ رب العالمین کے متعلق بحثیں کرنے لگے اور کہا کہ عذابِ قبر نہیں اور نہ ہی حوضِ کوثر اور شفاعت رسول ﷺ کی کوئی حقیقت ہے' جنت اور دوزخ پیدا ہی نہیں کی گئیں' اسی طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بے شمار فرمودات کا انکار کیا' جس کی وجہ سے علماء نے انہیں کافر کہنا جائز سمجھا اور اس بنا پر انکے خون کے حلال ہونے کا فتوی دیا' (۴۶) اس لئے کہ جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت کو ٹھکرادیا گویا اس

(۴۶) دیکھیئے : امام عبداللہ کی'' السنة ،،(۱/۱۰۲ . ۱۳۱) امام دارمی کی'' الردّ على الجهمية ،،(۱۷۱)

نے سارے قرآن کو ٹھکرادیا' اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث جھٹلایا، گویا اس نے ساری احادیث کو رد

کر دیا اور ایسے شخص نے اللہ عظیم کے ساتھ کفر کیا۔ حالات نے بھی جہمیہ کا ساتھ دیا انہوں نے بادشاہِ وقت سے اس معاملے میں مدد پائی ساتھ ہی تلوار اور کوڑوں کو لوگوں پر مسلط کیا' جس کی وجہ سے سنت اور جماعت کا علم مٹ گیا اور ان دونوں کو انہوں نے کمزور کیا اور یہ دونوں چھپ گئے بدعت اور بدعتی گفتگو اور بدعتیوں کی کثرت کی وجہ سے' پھر ان لوگوں نے مجلسیں بپا کیں اور اپنی آراء کا اظہار کیا اور اس سلسلے میں کتابیں لکھیں اور لوگوں کو حرص و آز دلایا' اور اپنے لئے صدارت طلب کی' جس کی وجہ سے ایک عظیم فتنہ بپا ہوا اس سے وہی محفوظ رہا جسے اللہ تعالی نے بچایا' ان کی مجلسوں میں بیٹھنے سے آدمی پر کم از کم اتنا تو اثر ہوتا کہ وہ اپنے دین کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہو جاتا' یا انہیں کا ہم خیال بن جاتا یا دعوی کرنے لگتا کہ وہ حق پر ہیں' حالانکہ وہ حقیقت میں نہیں جانتا کہ وہ حق پر ہیں یا باطل پر؟ اس طرح کے شک وشبہ میں مبتلا ہو کر مخلوق برباد ہوگئی' یہاں تک کہ جعفر...... جسے متوکل (۴۷) کہا جاتا ہے...... کے زمانے میں اللہ تعالی نے

(۴۷) مشہور عباسی خلیفہ أبوالفضل جعفر بن المعتصم باللہ بن محمد بن ھارون بن المھد ی بن المنصو ر بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ۲۳۲ء ھ میں خلیفہ بنا، سنت کی حمایت کی، بدعتیوں کو ذلیل کیا، چودہ سال دس ماہ تین دن حکومت کر کے ۲۴۷ھ کو چالیس سال کی عمر میں اپنے ہی لڑکے منتصر کے ہاتھوں قتل ہوا (رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)

بدعت کا قلع قمع کیا اور اس کے ذریعے حق کا بول بالا ہوا اور اس کی وجہ سے اہلِ سنّت کو مدد ملی اور انکی قلّتِ تعداد اور اہلِ بدعت کی کثرت کے باوجود ہمارے اس زمانے تک ان کا دبدبہ رہا' لیکن بدعت اور ضلالت کی نشانیاں اب بھی باقی ہیں اور ایک جماعت بلا روک وٹوک اس پر عمل کر رہی ہے اور اسکی دعوت دے رہی ہے' انہیں کہنے اور عمل کرنے سے کوئی روکنے والا نہیں۔

(100) جان لو! ہر بدعت ناسمجھ عوام کی جانب سے آتی ہے جو ہر آواز لگانے والے کے پیچھے دوڑتے ہیں' اور جدھر کی ہوا ہو، اسی طرف چل پڑتے ہیں' جو اس طرح کا ہو، اس کا کوئی دین نہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا إِلَّا مِنۡ م بَعۡدِ مَا جَآءَ هُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًا م بَيۡنَهُمۡ ﴾ (الجاثیۃ :۱۷) پھر ان میں جو اختلاف برپا ہوا وہ (ان کی ناواقفیت کی بنا پر نہیں بلکہ) علم آجانے کے بعد ہوا۔ نیز ارشاد ہے: ﴿ وَمَا اخۡتَلَفَ فِيۡهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡهُ مِنۡ م بَعۡدِ مَا جَآءَ تۡهُمُ الۡبَيِّنَاتُ بَغۡيًا م بَيۡنَهُمۡ ﴾ (البقرۃ: ۲۱۳) (اختلاف تو ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا، انہوں نے روشن ہدایات کے باوجود صرف اس لئے مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے) اور یہ لوگ علمائے سوء اور اصحاب اغراض و بدعات ہیں۔

(101) جان لو! لوگوں میں اہلِ حق وسنّت کی ایک جماعت ہمیشہ موجود رہے گی، جنہیں اللہ تعالی ہدایت پر قائم رکھے گا، ان کے ذریعے سے دوسروں کو ہدایت دے گا اور ان سے مردہ سنّتوں کو زندہ کرے گا اور یہ وہی لوگ ہیں

جن کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا کہ اختلاف کے وقت وہ انہیں اختلاف سے دور رکھ کر ہدایت کی راہ پر گامزن رکھے گا، جیسا کہ فرماتا ہے: ﴿وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (البقرة: 213) (اختلاف تو ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا، انہوں نے روشن ہدایات کے باوجود صرف اس لئے مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے، اللہ تعالی نے اپنے حکم سے ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے، حق کا راستہ دکھا دیا جس میں لوگوں نی اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست دکھاتا ہے) اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **لا تزال عصابة من أمتي ظاهرين على الحق ، لايضرّهم من خذلهم ، حتى يأتي أمر الله وهم ظاهرون.** (۴۸) ترجمہ: میری امّت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، جو انہیں ذلیل

(۴۸) مسلم عن عقبة بن عامرؓ، کتاب الإمارة: باب قوله ﷺ ''لا تزال طائفة ......،، حدیث نمبر 1924)

کرنا چاہے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اللہ کا حکم (قیامت) آنے تک وہ غالب ہی رہے گا۔

(102) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے: علم روایتوں اور کتابوں کی کثرت کا نام نہیں، بلکہ عالم وہ ہے جو علم اور سنّتوں کی اتباع کرتا ہے، اگرچہ کہ اس کے پاس تھوڑا علم اور چند ہی کتابیں کیوں نہ ہوں اور جو کتاب وسنّت کی مخالفت کرتا ہے وہ بدعتی ہے، اگرچہ کہ اس کے پاس کتابوں کا انبار ہو اور وہ بہت بڑا صاحبِ علم ہو۔

(103) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے: جو دین میں اپنے رائے' قیاس اور تاویل سے سنّت اور جماعت (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین) سے بغیر کسی دلیل کے کہتا ہے تو اس نے اللہ تعالی پر ایسی بات کہی جسے وہ نہیں جانتا' اور جو اللہ تعالی پر بغیر کسی دلیل کے کوئی بات کہتا ہے تو وہ لایعنی باتوں میں پڑنے والا ہے۔

(104) حق وہ ہے جو اللہ (کی کتاب) سے آئے، یا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے آئے، یا جماعت سے، جماعت سے مراد وہ امور ہیں جن پر حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق تھا۔

(105) جو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور تعاملِ جماعت (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین) تک محدود رہا، وہ تمام اہلِ بدعت پر کامیاب ہوا، اس کا بدن راحت پا گیا اور اس کا دین اس کے لئے سلامتی میں رہے گا (انشاء اللہ) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**ستفترق أمّتي**،، میری امت فرقوں میں بٹ جائے گی اور آپ ﷺ نے ہمیں نجات پانے والے گروہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ''**ما كنت أنا عليه اليوم وأصحابي**،،

یعنی جس دین پر آج میں اور میرے صحابہ کرام ہیں ، یہی شفا ، بیان ، واضح حکم اور روشن مینار ہے ، رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''إیاکم والتعمّق وإیّاکم والتنطّع ، وعلیکم بدینکم العتیق ،، تم غور وفکر (عقائد میں معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش) سے بچو ، اور بتکلّف فصاحت ظاہر کرنے سے بچو ، اور اپنے قدیم دین (جس پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام تھے) جمے رہو .(۴۹)

(106) جان لو! دینِ عتیق وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک رہا ، اور آپ کی شہادت امت میں پہلا اختلاف اور پہلی پھوٹ تھی ، اس کے بعد امت آپس میں ایک دوسرے سے دست بگریباں ہوگئی ، مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا اور امت حرص اور نفسانی خواہشات اور دنیا کے دلدل میں پھنس گئی ، کسی آدمی

(۴۹) یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا ، ملاحظہ ہو: مصنف عبد الرزاق : 252 / 10 مسند دارمی : 1/ 50)'' السنّة ،، للمروزی (۸۵)'' المدخل للبیهقی (387-388)'' جامع بیان العلم ،، لإبن عبد البر (1/152) عن عبد الله بن مسعود ، بسند صحیح

کو اپنے ایجاد کئے ہوئے کسی طریقے پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ اس پر صحابہ کرام کا عمل نہ ہو' اگر کوئی ایسی بدعت کی طرف بلاتا ہے جسے اس سے پہلے کسی بدعتی نے ایجاد کیا ہے' لیکن اس کے اس جانب بلانے کی وجہ سے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اس بدعت کو ایجاد کیا' جس نے کسی بدعت کو ایجاد کرنے کا دعوی کیا' یا بدعت کو انجام دیا' اس شخص نے سنّت کا انکار کر دیا اور حق اور جماعت کی مخالفت کی' اور ایسا شخص امّت کے حق میں ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

(107) جس نے یہ جان لیا کہ بدعتیوں نے کیا کیا سنّتیں ترک کیں اور کن کن معاملوں میں سنّت کو چھوڑا ہے' اور وہ ان سنّتوں کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے تو ایسا شخص سنّت اور جماعت والا ہے' وہ اس لائق ہے کہ اس کی اتّباع کی جائے اور اسکی مدد اور حفاظت کی جائے اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے وصیّت فرمائی۔

(108) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے : بدعت کی جڑیں چار ہیں' ان چار سے بہتّر نفسانی خواہشات پر بھٹکنے والے فرقے نکلے' پھر ہر بدعت شاخ در شاخ ہوتی گئی' یہاں تک کہ وہ دو ہزار آٹھ سو سے زیادہ شاخیں بنیں' یہ تمام ضلالت وگمراہی اور دوذخ میں جانے والی ہیں' سوائے ایک کے' اور یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے دل میں اس کے لئے کوئی شک وشبہ نہیں رکھتے' ایسے ہی لوگ اصحابِ سنّت ہیں اور یہی جماعت انشاء اللہ نجات پانے والی ہوگی۔

(109) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے: اگر لوگ نئے نئے کاموں پر توقف اختیار کریں، اور شرعی حدود سے آگے نہ بڑھیں، اور جس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث مروی نہیں اس بارے میں سکوت اور خاموشی اختیار کریں تو ان کا یہ عمل بدعت نہیں ہوگا۔

(110) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے: مسلمان بندہ کے کافر ہونے کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم کا انکار کردے، یا اللہ کی کتاب میں کمی بیشی کرے، یا اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کا انکار کردے، تم اس معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ تم پر رحم کرے، اپنے آپ کی حفاظت کرو، اور دین میں غلو سے بچو، کیونکہ غلو کسی بھی طرح راہِ حق نہیں ہے۔

(111) میں نے اس کتاب میں جو کچھ بیان کیا ہے یا تو وہ کتاب اللہ سے ہے یا سنّت رسول اللہ ﷺ سے، یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہے یا تابعین رحمہم اللہ سے یا تیسری سے چوتھی صدی تک کے لوگوں سے (جن کے بھلائی پر ہونے کی رسول اللہ ﷺ نے گواہی دی ہے)۔

اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر: اس کتاب میں جو کچھ ہے اس کو سچّا سمجھ کر راضی ہوجا، اس کتاب کو کسی مسلمان سے نہ چھپا، ہوسکتا ہے کہ کسی پریشان حال شخص کی پریشانی کو اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے دور کرے، یا کسی بدعتی کو اس کی بدعت سے اور کسی گمراہ شخص کو اس کے گمراہی سے نجات عطا کرے، اللہ تعالیٰ سے ڈر: اور قدیم دین کو مضبوطی سے تھام لے، قدیم دین وہی ہے جس کے بارے میں، میں تمہیں اس کتاب میں بتلا چکا ہوں، اللہ اس بندے پر اور اس کے والدین پر رحم کرے جو اس کتاب کو پڑھتا ہے، اسکو پھیلاتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے، اس کی دعوت دیتا ہے اور اس سے دلیل پکڑتا ہے، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دین ہے، کیونکہ جو شخص اُس چیز کو حلال سمجھتا ہے جو اس کتاب کے خلاف ہے، تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے دین کو نہیں مانتا بلکہ وہ سارے دین کا منکر ہے، جیسا کہ اگر کوئی اللہ تعالے کے تمام فرامین پر ایمان لاتا ہے، لیکن ایک بات میں شک کرتا ہے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے تمام فرامین کو ٹھکرادیا اور ایسا شخص کافر ہے جیسا کہ لا اِلٰہ اِلاّ اللہ کی گواہی، کسی شخص سے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول نہیں ہوگی جب تک کہ اس کی نیّت سچّی اور یقینِ خالص نہ ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان سنّتوں کو قبول نہیں فرماتے جن میں سے بعض چھوڑ دی گئی ہوں، کیونکہ جس نے کسی سنّت کو چھوڑ دیا گویا اس نے تمام سنّتوں کو چھوڑ دیا، اس لئے تم سنّتوں کو قبول کرنے والے بنو، اور بحث وتکرار کو چھوڑ دو، کیونکہ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں، بالخصوص تمہارے اس زمانے میں (جس میں کہ بُرائی زیادہ ہے) خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

(112) جب (مسلمانوں) میں فتنہ پڑ جائے تم اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ اور فتنہ کے قریب جانے سے بھی بچو اور عصبیّت سے بچو، مسلمانوں میں دنیا کے لئے جو بھی لڑائی ہو وہ فتنہ ہے، اس اللہ سے ڈرو جو اپنی ذات وصفات میں

یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں، تم اس فتنہ میں نہ نکلو اور اس میں نہ لڑائی کرو، نہ اس کی خواہش کرو نہ اس کے ساتھ چلو اور نہ اس کی طرف مائل ہونے کی کوشش کرو اور نہ ہی ان میں سے کسی فریق کے کاموں کو پسند کرو، کیونکہ کہا جاتا ہے: ''جو شخص کسی قوم کے کاموں کو پسند کرتا ہے۔ چاہے وہ اچھے ہوں یا بُرے۔ وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس نے ان کاموں کو کیا۔ اللہ ہم کو اور آپ لوگوں کو اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق دے اور ہمیں اور آپ کو اس کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔

(113) ستاروں میں زیادہ غور وفکر سے بچو، سوائے اس کے کہ تم اس سے نماز کے اوقات جاننے میں مدد لو، اس کے سوا تمام چیزوں سے بے رغبت ہو جاؤ، کیونکہ یہ کام زندیقیت کی دعوت دیتا ہے۔

(114) علمِ کلام میں غور وفکر کرنے اور اہلِ کلام کی صحبت سے بچو۔ (۵۰)

(۵۰) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' لئن يبتلى العبد بكلّ ما نهى الله عنه ما عدا الشرک ، خير له من ان ينظر فى علم الكلام ،، اگر اللہ تعالیٰ انسان کو سوائے

(115) تم حدیث اور اہلِ حدیث کی صحبت اختیار کرو، (ہر مسئلہ) انہیں سے پوچھو، انہیں کے ساتھ بیٹھو، اور انہیں سے نورِ علم حاصل کرو۔

(116) جان لو! اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے خوف سے زیادہ اور کوئی نہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ڈر، اس سے چوکنّا رہنا، اس سے لرزاں رہنا اور اس سے حیا کرنے سے زیادہ اور کوئی عبادت نہیں۔

(117) ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے بچو جو تمہیں عشق ومحبت کی دعوت دیتے ہیں اور (اجنبی) عورتوں کے ساتھ تنہائی میں ملتے ہیں، اور جو صوفیت کی طرف بلاتے ہیں، یاد رکھو یہ تمام کے تمام گمراہ ہیں۔

(118) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوق کو اپنی عبادت کی دعوت دی ہے، اس کے بعد اس نے جس کو چاہا اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس پر احسان کیا۔

شرک کے ہر گناہ میں مبتلا کر دے، اس کے حق میں بہتر ہے اس سے کہ وہ علمِ کلام کو حاصل کرے (مناقب الشافعی لِابن أبی حاتم: صفحہ 182۔ حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم الأصبھانی: 9/111۔ الِانتقاء لِابن عبد البر: 78) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' لا يفلح صاحب الكلام أبدا ، علماء الكلام زنادقة ،، اہل کلام (آخرت میں) کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے، اور علمِ کلام کے جاننے والے زندیق ہیں۔ (مناقب احمد بن حنبل :204) نیز فرماتے ہیں: '' لا تجالسوا أهل الكلام ، وإن ذبّوا عن السّنة ،، اہلِ کلام کی مجلسوں میں نہ بیٹھو اگرچہ کہ وہ سنّت کا دفاع بھی کیوں نہ کریں۔ ''الإبانۃ الکبری،، لِابن بطّۃ: (3/421)۔ ''مناقب احمد بن حنبل لِابن الجوزی،، (ص 204)۔ ''طبقات الحنابلۃ لِابن أبی یعلیٰ،، (1/334)

(119) حضرت علی اور حضرت معاویہ، حضرت عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی جنگوں اور ان میں شریک ہونے والوں کے متعلق بحث ومباحثے سے بچو، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو، کیونکہ رسول اللہ

ﷺ کا فرمان ہے: ''إيّاكم وذكر أصحابي وأصهاري وأختاني ،،(۵۱) تم میرے صحابہ اور میرے سُسر اور دامادوں کی برائی کرنے سے بچو۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''إن الله تبارك وتعالى نظر إلى أهل بدر فقال : إعملوا ما شئتم فإني قد غفرت لكم ،،(۵۲)

اللہ تبارک وتعالی نے اہلِ بدر پر نگاہِ رحمت ڈالی اور فرمایا: اب تم جو چاہے کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے،، ۔

(120) جان لو! اللہ تم پر رحم کرے! کسی مسلمان کی مرضی کے بغیر اس کا

(۵۱) ان الفاظ میں وارد شدہ کوئی حدیث مجھے نہیں ملی، ہاں اس طرح کی کئی احادیث آئی ہوئی ہیں جنہیں آپ '' کنز العمال ،، 11/529,532,541 میں دیکھ سکتے ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے، دیکھئے'' ضعیف الجامع ،، للألبانی ، حدیث نمبر : 1535 1537, 1536 ۔اس مضمون کے لئے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث کافی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''إذا ذكر أصحابي فأمسكوا ،، جب میرے صحابہ کرام کا تذکرہ ہو تو (انکی برائی سے) اپنے آپ روک لو۔

(۵۲) بخاري : كتاب المغازي ،باب غزوة الفتح . مسلم : باب من فضائل أهل بدر 2494 عن علي رضي الله عنه .

مال لینا حرام ہے، اگر اس کے پاس حرام مال ہے تو وہ اس کا ذمّہ دار ہے، لیکن تمہیں اس مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ لینے کا اختیار نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ توبہ کرلے اور اس مال کو اس کے حقیقی مالک تک پہنچادے، لیکن تمہارے لئے اس میں سے کچھ لینا حرام ہے۔

(121) تمام پیشے جائز ہیں، جب تک کہ تمہارے لئے ان کا درست ہونا عیاں ہو، لیکن جب ان کا فساد ظاہر ہوجائے ، اور وہ اس قدر زیادہ ہو کہ دل کو پریشان کررہا ہو (تو چھوڑنا ضروری ہے) اور یہ نہ کہے کہ میں تمام پیشے چھوڑ کر (لوگوں سے مانگنا شروع کردوں گا) لوگ جو دیں گے لے لوں گا ، کیونکہ یہ کام نہ صحابہ کرام نے کیا اور نہ ہی ہمارے اس زمانے تک کے علماء میں سے کسی نے کیا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''كسب فيه بعض الدّنيّة خير من الحاجة إلى الناس ،، (۵۳) کم تر پیشے کی مزدوری کرنا لوگوں کامحتاج ہونے سے بہتر ہے۔

(122) پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان کے پیچھے جائز ہے، سوائے جھمی شخص کے، اس لئے کہ وہ اللہ کی صفات کا انکار کرنے والا ہے، اگر تم نے اس کے پیچھے نماز پڑھ بھی لی تو اپنی نماز کو دُہراؤ، اگر جمعہ کی نماز کا امام جھمی

(۵۳) اس حدیث کو ابن أبی الدنیا نے '' إصلاح المال ،، (نمبر: ۳۲۱) میں، ابن جوزی نے '' مناقب عمر ،، (ص ۱۹۴) میں، اور یہی روایت وکیع بن الجراح سے '' کنز العمال ،، (۱۲۲/۴) میں مروی ہے اور اس کی سند لائق احتجاج ہے۔

ہے اور وہی وقت کا حاکم ہے، تو اس کے پیچھے پڑھ لو، لیکن بعد میں دُہرا لو، اگر جمعہ کی نماز کا امام حاکم وقت کی

جانب سے صاحبِ سنّت ہے تو تم اس کے پیچھے نماز پڑھ لو، دُہرانے کی ضرورت نہیں۔

(123) اس پر بھی ایمان (۵۴) رکھنا ضروری ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر (اللہ تعالیٰ کی ان دونوں پر رحمت ہو) اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ مبارکہ میں دفن کئے گئے ہیں، جب تم رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر آؤ تو آپ کو سلام کرنے کے بعد ان دونوں پر بھی سلام بھیجو اور ایسا کرنا واجب ہے۔

(124) نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا واجب ہے، مگر اس وقت واجب نہیں جب تمہیں قتل کا یا ظلم کا خدشہ ہو۔

(125) اور تمام مسلمانوں پر سلام کرنا واجب ہے۔

(126) جو جمعہ اور نمازِ با جماعت مسجد میں ادا کرنا بغیر کسی عذر کے چھوڑتا ہے تو وہ بدعتی ہے اور عذر یہ ہے کہ آدمی میں مسجد تک پہنچنے کی طاقت نہ ہو، یا ظالم بادشاہ کا خوف اسے مسجد جانے سے مانع ہو، اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے لئے عذر نہیں بن سکتی۔

(127) جو کسی امام کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ نماز میں اس کی اقتداء نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۵۴) ایمان سے مؤلف کی مراد، یقین ہے۔

(128) نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں کو ہاتھ، زبان اور دل (میں بُرا سمجھنا) سے روکنا واجب ہے (۵۵) لیکن اس میں تلوار کا استعمال نہ ہو۔

(129) مسلمانوں میں بے داغ وہ ہے جس سے کسی طرح کا مشکوک کام نہ ظاہر ہو۔

(130) ہر وہ علم جسے لوگ علمِ باطن کہیں، جو کتاب وسنّت میں نہ پایا جاتا ہو تو وہ بدعت اور گمراہی ہے، کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس پر عمل کرے اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دے۔

(131) اگر کسی عورت نے اپنے آپ کی کسی مرد پر پیش کش کردی، تو وہ اس کے لئے جائز نہیں ہوسکتی، اگر ان دونوں نے آپس میں جسمانی تعلقات قائم کرلئے تو انہیں سزا دی جائے گی، وہ اس کے لئے اسی وقت جائز ہوسکتی ہے جب کہ ولی اور دو عادل گواہ کے موجودگی میں مہر (کے ساتھ نکاح) ہو۔

(۵۵) جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے، وہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''من رأى منكم منكرا ، فليغيّره بيده فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان ،، (مسلم : كتاب الإيمان ، باب : كون النهى عن المنكر من الإيمان) جو تم میں سے کسی کو برائی کرتے ہوئی دیکھے، اسے چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے، اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا پھر اپنے دل میں اسے برا جانے، اور یہ کمزور ترین درجہ کا ایمان ہے۔

(132) اگر تم نے کسی شخص کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر طعن کرتا ہو تو سمجھ لو کہ وہ بُرا اور خواہشاتِ نفسانی کا پیرو ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''**إذا ذكر أصحابى فأمسكوا** ،، جب میرے صحابہ کرام

کا تذکرہ ہو تو (انکی برائی سے) اپنے آپ روک لو۔(۵۶) اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے آپ کی وفات کے بعد کیا لغزشیں ہوسکتی تھیں جاننے کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے بارے میں بھلا ہی کہا ہے، آپ نے فرمایا'' ذروا أصحابی ، ولا تقولوا فیهم إلّا خیرا ،، (۵۷) میرے صحابہ کو چھوڑ دو، اور ان کے متعلق بھلا ہی کہو۔ اورتم انکی لغزشوں اور آپسی جنگوں کے متعلق بحث نہ کرو، اور نہ ہی اس چیز کی بحث کرو جس کا علم تمہیں نہیں ہے، اگر کوئی ان باتوں کو بیان بھی کرے تو تم نہ سنو، کیونکہ اگر تم سنو تو تمہارا دل بھی محفوظ نہیں رہے گا (اور تم بھی صحابہ کرام کے متعلق بدگمانیوں کا شکار ہوجاؤ گے)

(133) جان لو! کہ بادشاہ کا ظلم اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضے کو کم

(۵۶) اس حدیث کی تخریج صفحہ 32 پر گذر چکی ہے.

(۵۷) اس حدیث کو ان الفاظ میں میں نہیں پاسکا، لیکن ان کا ہر ٹکڑا ایک مستقل حدیث میں آیا ہوا ہے، '' ذروا أصحابی ،، کو بزّار نے کشف الأستار ۳/۲۹۰ میں سندِ حسن سے '' دعوا لی أصحابی ،، کے الفاظ سے ذکر کیا ہے. اور '' لا تقولوا فیهم إلّا خیرا ،، کو خیثمہ بن سلیمان نے '' فضائل الصحابۃ ،، لایا ہے، جیسا کہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب '' جزء فی طریق حدیث : لا تسبّوا أصحابی ،، (صفحہ: ۷۰) میں ہے. اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

نہیں کرتا جو اس نے اپنے نبی جناب محمد ﷺ کی زبانی فرض کیا، بادشاہ کا ظلم (کا گناہ) اسی کی ذات پر ہے، اور اس کے ساتھ تمہاری اطاعت اور نیکی کا ثواب اِنشاء اللہ پورا پورا ملے گا، یعنی اس کے ساتھ نمازِ باجماعت، جمعہ اور جہاد اور نیکی کے ہر کام میں تم شرکت کرو، تمہیں اپنی نیّت کے مطابق ثواب ملے گا۔(۵۸)

(134) جب تم کسی آدمی کو دیکھو وہ حاکمِ وقت کے خلاف جنگ کے لئے بلا رہا ہے تو تم جان لو کہ وہ صاحبِ غرض آدمی ہے، جب تم کسی کو سنو کہ وہ حاکمِ وقت کی اصلاح کے لئے دعا کررہا ہے تو تم سمجھ لو کہ وہ صاحبِ سنّت ہے۔ اِنشاء اللہ۔ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ: '' اگر اللہ تعالی مجھے کوئی مقبول دعا عطا کرتا تو میں اسے حاکمِ وقت (کی اصلاح) کے لئے لگا دیتا،،۔ لوگوں نے کہا: '' اے ابوعلی! اس کی وضاحت فرمائیں،، ، فرمایا: '' اگر میں اس دعا کو اپنے لئے استعمال کرتا تو وہ صرف مجھے فائدہ پہنچاتی ، اگر میں نے اس دعا کو بادشاہِ وقت کے حق میں

(۵۸) شیخ الاِسلام اِمام اِبن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' والأئمة لا یقاتلون بمجرّد الفسق ، وإن کان الواحد المقدور قد یقتل لبعض أنواع الفسق: کالزنا وغیره .فلیس کلّما جاز فیه القتل جاز أن یقاتل الأئمة لفعلهم إیاه ،، (مجموع الفتاوی: ۲۲/۶۱) حکام سے صرف انکے بدعمل ہونے کی وجہ سے جنگ نہیں کی جائے گی ایسا نہیں ہوسکتا کہ جس معاملے میں قتل کرنا جائز ہے اس کے ارتکاب سے حکام سے جنگ کرنی جائز ہو، پھر تو جنگ کا فساد اس سے کہیں زیادہ ہے جس کبیرہ گناہ کا حاکمِ وقت ارتکاب کررہا ہے۔

استعمال کیا اور اسکی وجہ سے وہ درست ہوا تو اسکی درستگی کی وجہ سے ملک اور رعایا کا بھلا ہوگا۔(۵۹)

ہمیں انکی اصلاح کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ بددعا کرنے کا، اگر چہ کہ وہ ظلم وزیادتی بھی کیوں نہ

کریں ، اس لئے کہ انکی زیادتی اورظلم کا وبال انہیں پر عائد ہوگا ، لیکن انکی اصلاح خود ان کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہوگی ۔

(135) تمام اُمھات المؤمنین کا تذکرہ بھلائی اور خیر کے ساتھ کرو ۔

(136) تم جس آدمی کو دیکھو کہ وہ بادشاہ کے ساتھ نمازِ باجماعت کی پابندی کرتا ہے تو جان لو کہ وہ اہلِ سنّت ہے ۔ اِنشاء اللہ ۔ اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ نمازِ باجماعت میں غفلت برتتا ہے، اس کی سلطان کے ساتھ وابستگی ہونے کے باوجود وہ خواہشات کا پیرو ہے ۔

(137) حلال وہ ہے جس پر تمہارا دل گواہی دے کہ وہ حلال ہے، اسی طرح حرام وہ ہے جو تمہارے دل میں تردّد اور شک پیدا کرے ۔

(138) اور بے داغ شخص وہ ہے جس کی برائیوں کا حال نا معلوم ہو اور مشکوک وہ ہے جس کا مشکوک ہونا ظاہر ہو ۔

(139) اگر تم نے کسی شخص کے متعلق سنا کہ فلان شخص تشبیہ دینے والا ہے اور فلاں شخص تشبیہ کے متعلق بحث کرتا ہے، تو تم اس کو متّھم سمجھو اور

(۵۹) اُبونعیم نے اسے (حلیۃ الأولیاء: ۹۱/۸) میں مردویہ الصائغ سے بسندِ صحیح ذکر کیا ہے ۔

جان لو کہ وہ شخص جہمی ہے، اگر تم کسی کے متعلق سنو کہ وہ ناصبی ہے تو جان لو کہ وہ رافضی ہے، اگر تم کسی کے متعلق سنو کہ وہ کہہ رہا ہے: ''مجھے توحید (۶۰) کے بارے میں بتلاؤ تو سمجھ لو کہ وہ شخص خارجی معتزلی ہے، اگر تم کسی کے متعلق سنو کہ وہ اِجبار کے متعلق بحث کرتا ہے یا عدل کے متعلق بحث کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ قدری ہے ۔

اس لئے کہ یہ تمام نام بدعتی فرقوں کے ہیں جنہیں خواہشات نفس کے پیروکاروں نے گھڑ لیا ہے ۔ (۶۱)

(140) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہلِ کوفہ سے رفض کے بارے میں کوئی حدیث نہ لو، نہ اہلِ شام سے تلوار کے متعلق کوئی حدیث ، اہلِ بصرہ سے تقدیر کے متعلق ، اہلِ مکّہ سے خرید وفروخت کے متعلق ، اہلِ مدینہ سے غناء (گانے بجانے) کے متعلق ، ان

(۶۰) توحید سے مصنف کی مراد ''معتزلہ کی توحید،، ہے، معتزلہ کے پانچ اصول ہیں جن میں ایک توحید بھی ہے، اس سے مراد اللہ تعالی سے صفات کی نفی کرنا ہے ، اللہ تعالی کی توحید کا اہلِ بدعت کے پاس کیا تصور ہے اسے جاننے کے لئے مطالعہ کیجئے امام اِبن قیّم کی کتاب '' الصواعق المرسلۃ: ۹۲۹/۳ ،، اور امام اِبن تیمیہؒ کی تالیف '' درء التعارض : ۲۲۴/۱ ،، ۔

(۶۱) اِمام اُبوحاتم الرازی فرماتے ہیں: ''بدعتیوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ اھل الحدیث کی برائی کرتے ہیں ، زندیقوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہلِ سنّت کو حشویہ کے نام سے پکارتے ہیں اور احادیث کو جھوٹ قرار دیتے ہیں ، جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہلِ سنت کو مشبّھہ قرار دیتے ہیں، اور قدریہ کی علامت یہ کہ وہ اہلِ اثر کو مجبرہ قرار دیتے ہیں، اور مرجئہ کی علامت یہ ہے

تمام لوگوں سے متعلقہ چیزوں کے متعلق کوئی حدیث نہ لو(٦٢)

(141) جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ حضرات ابوہریرہ، انس بن مالک اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اہلِ سنت میں سے ہے، انشاء اللہ۔

اور جس کو دیکھو کہ وہ ایوب (٦٣) ابن عون (٦٤) یونس بن عبید (٦٥)، عبداللہ بن ادریس الأودی (٦٦) شعبی (٦٧) مالک بن مِغول (٦٨) کہ وہ اہلِ سنت کو مخطفہ اور نقصانیہ کہتے ہیں، رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہلِ سنّت کو ناصبہ کہتے ہیں، اہلِ سنت کو بس ایک ہی نام لگ سکتا ہے اور وہ ہے ''اہلِ سنت،، یہ محال ہے کہ اتنے سارے نام انہیں لاحق ہوں۔ اس قول کو امام لالکائی نے ''السّنة : ١/ ١٧٩) میں صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔

(٦٢) اس قول کا حوالہ مجھے نہیں ملا۔

(٦٣) آپ ایوب بن کیسان السختیانی ہیں، مشہور محدث، امام، قدوہ اور حجت ہیں کبار زہّاد اور فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے ١٣١ھ سن وفات ہے۔

(٦٤) آپ عبداللہ بن عون البصری ہیں، مشہور امام، ثقہ بزرگ ہیں ١٣٩ھ میں انتقال کیا۔

(٦٥) آپ یونس بن عبید العبدی البصری، مشہور محدث، امام، قدوہ، ثقہ اور حجت ہیں، ١٣٩ھ میں انتقال ہوا.

(٦٦) مشہور امام، قدوہ گذرے ہیں، ان کے متعلق امام احمد نے فرمایا تھا: وہ صفاتِ محمودہ میں بے نظیر اور لاثانی ہیں، سنت کے معاملے میں بہت سخت تھے ١٩٢ھ میں انتقال کیا۔

(٦٧) عامر بن شراحیل الشعبی، حدیث اور سنّت کے مشہور امام ہیں ١٠٤ھ میں انتقال فرما گئے۔

(٦٨) آپ مشہور ثقہ امام ابوعبداللہ مالک بن مغول البجلی الکوفی ہیں، ١٥٩ھ میں وفات پائی

یزید بن زریع (٦٩) معاذ بن معاذ (٧٠) وھب بن جریر (٧١) حماد بن سلمہ (٧٢) حماد بن زید (٧٣) مالک بن انس (٧٤) اوزاعی (٧٥) زائدہ بن قدامہ (٧٦) احمد بن حنبل (٧٧) حجّاج بن منہال (٧٨) احمد بن نصر (٧٩) رحمہم اللہ سے محبت کرتا ہے اور ان کا تذکرہ بھلائی سے کرتا

(٦٩) آپ مشہور ثقہ، امام، قدوہ، ابومعاویہ العیشی البصری ہیں، سن وفات ١٨٢ھ ہے۔

(٧٠) ابوالمثنی معاویہ العنبری، امام، قاضی، ثقہ اور قدوہ ہیں، ١٩٦ھ میں وفات پائی۔

(٧١) ابوالعباس الازدی البصری، حافظِ حدیث ثقہ امام ہیں، ٢٠٦ھ میں وفات پائی۔

(٧٢) آپ شیخ الإسلام، اِمام، اَبوسلمہ حماد بن سلمہ بن دینار البصری ہیں، ١٦٧ھ میں وفات پائی۔

(٧٣) آپ محدّثِ وقت علاّمہ، حافظ حماد بن زید بن درھم البصری الازدی ہیں، ١٧٩ھ سن وفات ہے۔

(٧٤) آپ مشہور صحابی حضرت انسؓ کے بیٹے، امام دار الھجرت حضرت مالک بن انس ہیں، ٩٣ھ میں پیدا ہوئے اور ١٤ ربیع الأوّل ١٧٩ھ کو ٨٦ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(٧٥) آپ ملک شام کے مشہور محدّث، شیخ الإسلام عبدالرحمٰن بن عمرو الأوزاعی ہیں، ١٥٧ھ میں وفات پائی۔

(٧٦) اَبی الصلت زائدہ بن قدامہ الثقفی الکوفی، امام، حافظ اور ثقہ ہیں، سن وفات ١٦٠ھ ہے

(٧٧) آپ امام اَھل السنّة حضرت اَحمد بن حنبل، بے شمار فضائل ومناقب کے حامل ہیں محتاجِ تعارف نہیں.

(٧٨) آپ مشہور محدث اَبومحمد البصری الأنماطی ہیں، وقت کے امام، ثقہ اور حجّت تھے، ٢١٧ھ میں وفات پائی۔

(۷۹) آپ مشہور امام گذرے ہیں، فتنۂ خلقِ قرآن میں بے پناہ تکلیفیں سہیں، اسی میں ۲۳۱ھ کو شہادت پائی.

ہے اور ان کے فرامین پر عمل کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اہلِ سنت ہے۔

(142) اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ کسی بدعتی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے تو تم اس کو پہلے اس کے ساتھ بیٹھنے سے باز رکھو اور اسے اس کا بدعتی ہونا معلوم کراؤ، اگر اس کے بعد بھی وہ اسی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو تم اس سے بچو، اس لئے کہ وہ بھی بدعتی ہے۔(۸۰)

(۸۰) امام أبوداؤد السجستانی فرماتے ہیں: ''میں نے امام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا، کہ فلان اہلِ سنّت شخص کو میں فلاں بدعتی شخص کے ساتھ دیکھتا ہوں، کیا میں اس سے بات چیت چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، تم اس کو یہ بات بتلاؤ کہ جس شخص کے صحبت میں تم اس کو دیکھ رہے ہو وہ بدعتی ہے، اگر اس نے اس کے بعد اس سے بات چیت چھوڑ دی تو تم اس سے بات کرو، اگر اس نے اس کے بعد بھی اس کی صحبت نہیں چھوڑی تو اس کو بھی بدعتی ہی شمار کرلو، کیونکہ حضرت ابنِ مسعودؓ کا قول ہے: '' آدمی اپنے یاروں کی طرح ہی ہوتا ہے.،، (**طبقات الحنابلة لإبن أبي يعلى** : ۱/۱۶۰) اس کی سند صحیح ہے۔

أبن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' جو بدعتیوں کے ساتھ بیٹھتا ہے وہ ہمارے پاس بدعتیوں سے زیادہ برا ہے،، (**الإبانة الكبرى لإبن بطة** : ۴۸۶)

طبقات الحنابلة لإبن أبي يعلى : ۱/۲۳۳. ۲۳۴ میں علی بن أبي خالد کے حالاتِ زندگی میں ہے کہ انہوں نے امام احمدؒ سے کہا: '' یہ شیخ جو میرے ساتھ آپ کی مجلس میں ہے میرا پڑوسی ہے، میں نے اس کو حارث القصي یعنی حارث المحاسبی کے ساتھ دیکھا تو میں نے اسے اس کی صحبت میں رہنے سے منع کر دیا، کیونکہ بہت سال پہلے جب آپ نے مجھے حارث کے ساتھ دیکھا تھا تو مجھے اس کی صحبت میں رہنے اور اس سے بات کرنے سے بھی منع کر دیا تھا، لیکن یہ بوڑھا اس کی مجلسوں میں رہتا ہے، آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ میں نے امام احمدؒ کو دیکھا کہ غصہ سے آپ کا رنگ سُرخ ہوگیا، رگیں تن گئیں اور آنکھیں پھٹ

(143) اگر تم کسی کے متعلق سنو کہ اس کے پاس حدیث بیان کی جائے تو وہ اس کو نا پسند کرتا ہے اور (صرف) قرآن کا مطالبہ کرتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ زندیق ہے، تم اس کی مجلس سے اٹھ جاؤ اور اس کی صحبت ترک کردو۔

(144) جان لو! بے شک تمام اہلِ بدعت ذلیل ہیں، تمام تلوار (جنگ) کی دعوت دیتے ہیں (۸۱) ان میں سب سے زیادہ ذلیل اور بڑے کافر

گئیں، میں نے اس طرح طیش میں آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، آپ فرمانے لگے: اللہ اس کا بُرا کرے، اس کا یہ حال وہی جانتا ہے جو اس سے باخبر ہے اور اسے پہچانتا ہے، اس شخص کی صحبت میں مغازلی، یعقوب اور فلاں فلاں شخص رہا، تو اس نے انہیں عقائد کے اعتبار سے جہمی بنا ڈالا، جس کے سبب وہ ہلاک ہوگئے،، اس بوڑھے شخص نے کہا: ''اے ابوعبداللہ! وہ تو حدیث بیان کرتا ہے، بڑا متقی پرہیزگار ہے،، امام احمدؒ غضبناک ہوئے اور فرمایا: ''تم اس کی عاجزی اور نرمی اور سر جھکائے رکھنے سے دھوکہ نہ کھاؤ، وہ بُرا آدمی ہے، اسے وہی جانتا ہے جو اس سے باخبر ہے اور اسے پہچانتا ہے، اس سے تم بات بھی نہ کرو، کیوں کہ اس کے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے، کیا تم ہر اس شخص کے پاس بیٹھوگے جو حدیث بیان کرتا ہے اور بدعتی بھی ہے؟ نہیں، اس کے پاس کوئی بزرگی نہیں اور نہ ہی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے،، (المنهج الأحمد: ۲/۳۷.

(۸۱) ابو قلابہ فرماتے ہیں: '' **ما ابتدع قوم بدعة ، إلاّ إستحلّوا السيف** ،، جب بھی کسی قوم نے بدعت ایجاد کیا تو انہوں نے تلوار کو جائز ٹھہرالیا۔ پھر فرماتے ہیں: '' اہلِ بدعت اہلِ ضلالت ہیں، میں دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ سمجھتا ہوں، تم انہیں آزماؤ کہ کوئی ایسی بات جس میں کسی کام

سے روکنا ہوتو کیا بغیر تلوار کے ذکر کے وہ بیان کریں گے؟ قتال کے ثبوت کے لئے ضرور کوئی ایسی آیت یا حدیث یا قول لائیں گے جس میں تلوار کا ذکر ہے، نفاق کی کئی قسمیں ہیں، پھر آپ نے ان آیتوں کو تلاوت کیا: ﴿ ومنهم من عاهد الله ﴾ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ ﴿ومنهم من يلمزك في الصدقات﴾ ان میں

روافض، معتزلہ اور جہمیہ ہیں، کیونکہ یہ لوگوں کو اللہ کے صفات کے انکار اور بے دینی پر مائل کرتے ہیں۔

(145) جان لو! جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر تنقید کیا، گویا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ پر تنقید کی اور آپ کو قبر میں تکلیف پہنچائی۔

(146) اگر کسی شخص سے کوئی بدعت ظاہر ہو تو اس سے چوکنّا رہو، کیونکہ اس نے جتنی بدعات تم پر ظاہر کی ہیں اس سے کہیں زیادہ چُھپا کر رکھا ہوگا۔ (۸۲)

(147) جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو فاسق وفاجر، گناہ گار اور بھٹکا ہوا ہے، لیکن اہلِ سنّت سے تعلق رکھتا ہے تو تم اس کی صحبت میں رہو اور اس کے ساتھ بیٹھو، کیونکہ اس کی گناہ گاری تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی،

ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو صدقات کے معاملے میں آپ کو طعنے دیتے ہیں ﴿ ومنهم الّذين يؤذون النبي ﴾ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو نبی (ﷺ) کو تکلیف پہنچاتے ہیں

(التوبة: ٦١، ٥٨، ٧٤) ان منافقین کی مختلف عادتیں ہیں، لیکن یہ سارے کے سارے شک کرنے اور جھٹلانے میں متفق ہیں، اسی طرح ان لوگوں کی باتیں بھی مختلف ہیں لیکن قتال کے معاملے میں تمام متفق ہیں، اسی لئے ان کا ٹھکانہ جہنم کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

(۸۲) مصنّف فرماتے ہیں: ''اہلِ بدعت بچھوؤں کی طرح ہیں، اپنے جسم اور سر کو مٹّی میں چھپائے رکھتے ہیں جب بھی موقعہ ملتا ہے تو ڈنک مارتے ہیں، اسی طرح اہلِ بدعت بھی لوگوں میں چھپے رہتے ہیں اور جب کبھی موقعہ پاتے ہیں اپنے حصولِ مقاصد میں سرگرم ہوجاتے ہیں۔ (طبقات الحنابلة: ۲/۴۴)

جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو عبادت گذار، پابند اور عبادت میں غرق ہے، لیکن وہ بدعتی ہے تو نہ اس کی صحبت اختیار کرو، نہ اس کے ساتھ بیٹھو، نہ اس کی باتیں سنو اور نہ اس کے طریقے پر چلو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کا طریقہ تمہیں اچھا لگے اور تم بھی اس کے ساتھ برباد ہوجاؤ۔ (۸۳) یونس بن عبید نے اپنے بیٹے کو ایک بدعتی کے پاس سے نکلتے دیکھا، تو تو پوچھا: ''بیٹا! تم کہاں سے آرہے ہو؟ بیٹے نے کہا: میں فلاں (۸۴) کے پاس سے آرہا ہوں، آپ نے فرمایا: بیٹا! اگر میں تم کو کسی ہجڑے کے پاس سے نکلتے دیکھ لیتا تو مجھے اتنا بُرا نہ لگتا جتنا کہ فلاں شخص کے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھ کر بُرا لگا، یہ اس لئے کہ بیٹا! تو زانی، فاسق، چور اور خائن بن کر اللہ تعالی سے ملے بہتر ہے کہ تو فلاں

(۸۳) اِمام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' لأن يلقى الله العبد بكل ذنب ما خلا الشرک خير من أن يلقاه بشيء من الهوى ''، انسان سوائے شرک کے ہر گناہ کرکے اللہ تعالی سے ملے اس کے حق میں بہتر ہے اس سے کہ وہ بدعتی ہو کر ملے۔ (الإعتقاد للإمام البيهقي: ۱۵۸) اِمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' قبور أهل السنة من أهل الكبائر روضة ، وقبور أهل البدعة من الزّهاد حفرة، فسّاق أهل السنّة أولياء الله، وزهّاد أهل البدعة أعداء الله ''، (طبقات الحنابلة: ۱/۱۸۴) اہلسنّت میں جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب

ہوں انکی قبریں جنت کا باغ ہیں اور اہلِ بدعت کے زاہدوں کی قبریں دوزخ کا گڑھا ہیں، اہلِ سنّت کے فاسق اللہ کے دوست ہیں اور اہلِ بدعت کے زاہد اللہ کے دشمن ہیں۔

(۸۴) یہ شخص عمرو بن عبید البصری ہے جو بڑا عابد وزاہد لیکن معتزلی تھا، ۱۴۳ھ میں ہلاک ہوا

فلاں شخص کے عقیدے سے اللہ تعالی سے ملاقات کرے۔(۸۵)

آپ نے دیکھا کہ یونس بن عبید کو پتہ تھا کہ مخنّث ان کے لڑکے کو اس کے دین سے نہیں گمراہ کرسکتا، لیکن بدعتی اس کو یہاں تک گمراہ کرسکتا ہے کہ وہ کفر کرے۔(۸۶)

(148) اپنے زمانے والوں سے خصوصا چوکنّا رہو، جس شخص کی مجلس میں بیٹھتے ہو اور جس کی باتیں سنتے ہو اور جس کے ساتھ رہتے ہو، خصوصًا اس کے حالات پر نظر رکھو، کیونکہ ایسا لگتا ہے کہ مخلوق مرتد ہونے کے قریب پہنچ چکی ہے، سوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالی نے محفوظ رکھا۔

(149) جس شخص کو تم أحمد بن أبي داؤود (۸۷) بشر المريسي (۸۸) ثمامة (۸۹) أبو هذيل (۹۰)

(۸۵) حلية الأولياء : ۳/ ۲۰. ۲۱ . تاريخ بغداد للخطيب : ۱۲/ ۱۷۲، ۱۷۳ . الإبانة الكبرى لإبن بطّة : ۴۷۴. الشريعة للآجری : ۲۰۲۱ . اس کی سند صحیح ہے۔

(۸۶) اس فقرہ کی تشریح پر گذر چکی ہے۔

(۸۷) اس شخص کا نام احمد بن فرج الجہمی ہے، فتنۂ خلقِ قرآن کا بانی تھا، ۲۴۰ھ میں ہلاک ہوا۔

(۸۸) بشر بن غیاث المریسی اپنے وقت میں جہمیہ کا سرغنہ اور عالم تھا، کئی اہلِ علم نے اس کی مذمت کی اور اسے کافر قرار دیا، ۲۱۸ھ میں ہلاک ہوا ۔

(۸۹) ثمامۃ بن اَشرس البصری، معتزلہ کا اِمام اور فتنۂ خلقِ قرآن کا سرخیل تھا۔

(۹۰) محمد بن ھذیل العلّاف البصری، اپنے زمانے میں بدعت کا داعی اور بدعتیوں کا سردار تھا ۲۲۷ھ میں ہلاک ہوا۔

اور ہشام الفوطی (۹۱) کا یا ان میں سے کسی ایک کا، یا ان کے متبعین یا اسی قماش کے لوگوں کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے سنو تو سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے، کیونکہ یہ تمام مرتد تھے، تم اس شخص کی صحبت ترک کردو۔

(150) اسلام میں کسی کو آزمانا بدعت ہے، لیکن آج آدمی کو سنّت کے معاملے میں پرکھنا ضروری ہے، کیونکہ آپ علیہ السلام کا قول ہے: ''إن هذا العلم دين ، فانظروا عمّن تأ خذون دينكم ،، (۹۲) یہ علم دین ہے، تم اس شخص کے متعلق اچّھی طرح غور کرلو کہ تم کس سے اپنا

(۹۱) بدعتی، بدعت اور اعتزال کا داعی اور ابن ھذیل کے احباب میں سے تھا۔

(۹۲) اس حدیث کو اِبن عدی نے ''کامل،، (۱/ ۱۵۵) میں اور انہی سے سہمی نے ''تاریخ جرجان،، (ص ''۳۷۳) میں اور ابن جوزی نے ''الواھیات،، (۱/ ۱۳۱) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع ذکر کیا ہے،، اس حدیث کی سند سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک شخص ''خلید بن دُعلُج،، ہے جو مرّۃ کی وجہ سے ضعیف ہے، جیسا کہ ''میزان الاِعتدال،، (۱/ ۶۶۳) ہے، نیز اس میں ایک اور راوی قتادۃ السدوسی ہے جو مدّلس ہے، اور اس نے اس روایت کو معنعن بیان کیا ہے۔اس روایت کو اِبن جوزی نے ''الواھیات،، (۱/ ۱۳۱) میں اور مناوی نے ''التیسیر ،،(

۱/۳۵۲۔۳۵۳) میں اور البانی نے ''ضعیف الجامع،، (۲۰۲۱) میں ضعیف قرار دیا ہے۔
صحیح یہ ہے کہ یہ قول اِمام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا ہے، جس کو اِمام مسلم نے ''مقدمۃ الصحیح للمسلم،، (۱/ ۴۱) میں ، اِبن عدی نے ''کامل،، (۱/ ۱۵۵) میں، اَبونعیم نے ''حلیۃ الأولیاء،، (۲/ ۲۷۸) میں، خطیب بغدادی نے ''الکفایۃ،، (ص۱۶۱) میں اور اِمام رامھر مزی نے ''المحدث الفاصل،، (ص۴۱۴) میں ذکر کیا ہے۔

دین لے رہے ہو؟۔ نیز فرمایا: ''ولاتقبلوا الحدیث إلّا ممّن تقبلون شهادته اسی شخص کی حدیث لو جس کی گواہی کو تم معتبر سمجھتے ہو۔(۹۳) تم اس کے حال پر غور کرو، اگر وہ صاحبِ سنّت ہے، علمِ حدیث کی معرفت رکھتا ہے اور سچّا ہے تو اس سے حدیث لکھو، ورنہ چھوڑ دو۔

(151) اگر تم حق اور طریقِ اہلِ سنّت پر استقامت چاہتے ہو تو علمِ کلام سے بچو، دین کے معاملے میں اہلِ کلام وجدال اور اصحابِ قیاس ومناظرہ سے دور رہو، کیونکہ تمہارا ان سے کسی بات کا سننا (اگر چہ کہ تم نے اس کا اثر قبول نہیں کیا) تمہارے اندر ضرور شک پیدا کردے گا اور یہی قبولیت کا اثر تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے، کیونکہ زندیقیت، بدعت، خواہشاتِ نفس اور گمراہی جب بھی پیدا ہوئی ہے تو کلام وجدال

(۹۳) اس حدیث کو اِمام رامھر مزی نے ''المحدث الفاصل،، (ص ۴۱۱) میں، اِبن عدی نے ''کامل،، (۱/ ۱۵۹، ۲/ ۷۹۸، ۴/ ۱۳۶۹) میں، خطیب بغدادی نے ''الکفایۃ،، (ص۱۲۵/ ۱۲۶) اور اپنی تاریخ بغداد (۹/ ۳۰۱) میں، اِبن جوزی نے ''الواھیات،، (۱/ ۱۳۱) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع ذکر کیا ہے اور یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔
خطیب بغدادی ''الکفایۃ،، (ص ۱۲۵) میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو صالح بن حسان نے تنہا روایت کیا ہے اور یہ وہ شخص ہے جس کے سوءِ حفظ اور قلّتِ ضبط کی وجہ سے اس کی روایات کو حجّت نہ پکڑنے پر تمام نقادِ حدیث کا اتفاق ہے، یہ اس روایت کو محمد بن کعب سے کبھی متصل روایت کرتا ہے اور کبھی مرسل، کبھی مرفوع اور کبھی موقوف۔ پھر آپ نے اس کی تمام روایتوں کو ذکر کرکے ان کے اختلاف کو واضح کیا۔
شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف الجامع،، (۶۱۹۳) میں موضوع قرار دیا ہے۔

اور قیاس ومناظرہ سے ہی پیدا ہوئی ہے، اور یہ بدعت، شکوک اور زندیقیت کے دروازے ہیں۔

(152) اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف بٹھاؤ، ہمیشہ حدیث اور اہلِ حدیث واتّباع کو لازم پکڑو، کیونکہ دین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی اتباع کا ہی نام ہے، ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے کوئی شک کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے، تم انہی کی اتباع کرو اور راحت پاؤ، حدیث اور اہلِ حدیث سے تجاوز نہ کرو۔

(153) (حدیث اور قرآن کے) متشابہات پر رُک جاؤ، اور اپنے طرف سے اس کی تشریح نہ کرو۔

(154) اپنی جانب سے اہلِ بدعت کی تردید کے لئے کوئی حیلہ نہ تلاش کرو، کیونکہ تمہیں ان کے متعلق خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اور نہ ہی ان کو اپنے دل میں کوئی جگہ دو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اِمام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے اپنے تمام علم وفضل کے باوجود ایک بدعتی شخص کے سوال کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کی زبان سے قرآنِ مجید

کی ایک آیت سنی، جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:''أخاف أن يحرّفها فيقع في قلبي شيء ،، مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ اس میں تحریف نہ کر دے جس کی وجہ سے میرے دل میں شک پیدا ہو جائے۔(۹۴)

(155) جب کسی کے سامنے احادیثِ رسول بیان کی جائیں اور وہ یہ کہے کہ:'' ہم تو اللہ تعالی کو ان تمام باتوں سے عظیم قرار دیتے ہیں،، تو فورا سمجھ جاؤ کہ وہ جہمی ہے، کیونکہ وہ ان باتوں سے ان احادیث کی تردید کرنا چاہتا ہے، جب وہ اللہ تعالی کی رویت اور اس کے آسمان دنیا پر نزول، اور اس طرح کی دیگر احادیث سنتا ہے تو اپنی اس بات سے اپنے گمان میں یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی تعظیم و تنزیہہ کر رہا ہے، کیا ایسا شخص حقیقت میں احادیثِ رسول ﷺ کا منکر نہیں؟

جو شخص ایسا کہتا ہے کہ:'' ہم اللہ تعالی کو اس بات سے پاک سمجھتے ہیں کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نزول کرے ،، ایسا شخص گویا یہ دعوی کر رہا ہے کہ وہ دوسروں (رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین) سے زیادہ اللہ تعالی کو جانتا ہے، اس لئے اس قماش کے لوگوں سے چوکنّا رہو، کیونکہ عام بازاری قسم کے لوگوں کا یہی حال ہے، اس لئے ان سے بچو۔

(156) اگر کوئی شخص تمہیں اس کتاب کا کوئی مسئلہ ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے پوچھے تو تم اس سے بات کرو اور اس کی رہنمائی کرو، اگر وہ

(۹۴) اس اثر کو امام دارمیؒ نے اپنی سنن (۱/۱۹) میں، وضّاح نے'' البدع ،، (ص۵۳) میں اور آجریؒ نے'' الشریعۃ ،، (ص۵۷) میں، لالکائی نے'' السّنۃ ،، (۲۴۲) میں اور ابن بطّہ نے'' الإبانۃ الکبریٰ ،، (۳۹۸، ۳۹۹) میں صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

ہٹ دھرمی، دشمنی اور غصّہ پر آتا ہے تو تمہیں ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے، یہ چیز تمہیں حق کی راہ سے ہٹا دے گی، ہم نے ہمارے کسی عالم کے متعلق یہ نہیں سنا کہ اس نے کسی سے مناظرہ یا مجادلہ یا مخاصمہ کیا ہو، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں:'' حکمت والا کبھی مناظرہ نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی حکمت کو پھیلانے کے لئے وہ گھروں کے پھیرے لگاتا ہے، اگر اس کی حکمت قبول کر لی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالی کا شکر کرتا ہے اگر رد بھی کر دی جائے تو بھی اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہے۔(۹۵)

حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا:'' میں دین کے متعلق آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں،، آپ نے اسے جواب دیا:'' میرے دین کا مجھے علم ہے اگر تیرا دین کہیں کھو گیا ہے تو تو جا اور اسے تلاش کر،، (۹۶)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہء مبارکہ کے دروازے پر دو شخصوں کو یہ کہتے ہوئے سنا:'' کیا اللہ تعالی نے ایسا نہیں کہا؟ کیا اللہ تعالی نے ایسا نہیں کہا؟ آپ ﷺ غضبناک ہو کر نکلے اور فرمایا:'' کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے؟

کیا میں یہی چیز دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں کہ تم اللہ

(۹۵)اس کو نعیم بن حماد نے اپنی کتاب ''زوائد علی الزهد لابن مبارک'' ص ۳۰ میں، اور ابن بطّہ نے ''الإبانة الکبری'' (۶۱۱) ذکر کیا ہے۔
(۹۶) اس کو امام آجري نے ''الشریعة،، (۵۷) اور امام لالکائی نے ''السّنة،، (۲۱۵) اور ابن بطّہ نے ''الإبانة الکبری'' (۵۸۶) میں ذکر کیا ہے۔

کی کتاب کو ایک دوسرے سے ٹکراتے پھرو،، پھر آپ نے بحث ومباحثہ سے منع فرمایا۔(۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مناظرہ کو ناپسند کرتے اور اسی طرح حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ اور ان سے پہلے کے لوگ اور ان کے بعد بھی ہمارے اس زمانے تک بھی، اللہ تعالی کا فرمان مخلوق کے قول سے بہت بڑا ہے، فرمانِ باری ہے ﴿وَمَا يُجَادِلُ فِيُ آيَاتِ اللهِ ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اللہ تعالی کی آیات میں کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں۔(۹۸)

ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (ایک متشابہ آیت کے متعلق) سوال کیا: کہ **النّاشطات نشطا** کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اسے خوب پیٹا، یہاں تک کہ اس کا عمامہ زمین پر گر گیا، پھر) فرمایا: ''اگر تیرا سر منڈا ہوا ہوتا (کیونکہ احادیث میں یہ علامت خارجیوں کی بیان کی گئی ہے اور ان سے قتال کرنے والوں کو مومن کہا گیا ہے) تو میں تیری گردن ماردیتا'' (۹۹)

(۹۷) یہ حدیث صحیح ہے، اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں (۲/۱۹۵۔۱۹۶) اور ابن ماجہ نے (المقدمة، باب في القدر ۸۵) میں اور امام لالکائی نے ''السّنة،، (۱۱۱۸،۱۱۱۹) میں نکالا ہے۔اس کو بوصیری نے ''زوائد ابن ماجہ،، میں اور البانی نے ''حاشیہ شرح العقیدة الطحاویة،، (ص ۲۱۸) میں صحیح کہا ہے۔
(۹۸) سورة غافر: آیت: ۴۔

(۹۹) جس شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا تھا اس شخص کا نام صبیغ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**المؤمن لا یماری، ولا أشفع للمماری یوم القیامة، فدعوا المراء، لقلّة خیره**'' مومن ہٹ دھرمی نہیں کرتا اور نہ ہی میں ہٹ دھرمی کرنے والوں کو قیامت کے دن شفاعت کروں گا، اس لئے تم ہٹ دھرمی چھوڑ دو، اس میں خیر کی کمی کی وجہ سے۔(۱۰۰)

تھا، آپ کو یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسا ہے جو ہمیشہ متشابہ آیتوں کے متعلق سوالات کرتا پھرتا ہے، آپ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالی نے مجھے اس پر قابو عطا کیا تو میں اس کے سر پر سوار بھوت کو اتار دوں گا، آپ ایک مرتبہ غلّہ تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے غلّہ لینے کے بعد پوچھا: ''امیر المؤمنین! النّاشطات نشطا کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو ہی وہ شخص ہے، پھر آپ نے کھجور کی شاخوں سے اس کے سر پر خوب ضربیں لگائیں، یہاں تک کہ اس کا عمامہ زمین پر گر گیا، اس نے کہا: ''امیر المؤمنین! اب مجھے چھوڑ دیں کیونکہ میرے سر میں سمایا ہوا بھوت اتر چکا ہے۔اس حدیث کو قدرے اختلاف کے ساتھ امام دارمی نے سنن دارمی (۱/۵۱) میں ابن وضاح نے (البدع،، (۵۶) امام آجري نے ''الشریعة،، (۷۳) اور امام لالکائی نے ''السّنة،، (۴/۶۳۴۔۶۳۶) اور ابن بطّہ نے ''الإبانة الکبری'' (۱/۴۱۴، ۴۱۵) میں ذکر کیا ہے۔
(۱۰۰) یہ روایت نہایت ضعیف ہے، اس کو امام طبرانی نے ''الکبیر،، (۸/۱۷۸۔۱۷۹) امام آجري نے ''الشریعة،، (۵۵، ۵۶) اور ابن بطّہ نے''

الإبانة الکبری'' (۲/۴۸۹، ۴۹۰) اور أبو اسماعیل الهروی نے'' ذم الکلام ،،(رقم :۵۷) میں ذکر کیا ہے ۔ہیثمی نے'' مجمع الزوائد ،، (۱/۱۵۶،۷/ ۲۵۹) میں فرماتے ہیں:''اس حدیث میں کثیر بن مروان ہے جوانتہائی ضعیف ہے،اسی میں (۱/ ۱۰۶) فرماتے ہیں:''اس حدیث میں کثیر بن مروان ہے، جسے یحیی بن سعید اور دارقطنی نے (کذّاب) قرار دیا ہے(میزان الإعتدال للذهبی ۳/ ۴۰۹)

(157) کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کے متعلق یہ کہے کہ فلاں صاحبِ سنّت ہے یہاں تک کہ اس میں سنّت کی تمام خصوصیات جمع نہ ہوجائیں اور جس میں سنّت کی تمام خصوصیات نہ جمع ہوں، اسے صاحب سنّت نہیں کہا جاسکتا۔

(158) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''بہتّر نفس پرست گمراہ فرقوں کی اصل چار نفس پرست فرقے ہیں،تمام بہتّر فرقے انہی کی شاخیں ہیں اور وہ ہیں:۱) قدریہ ۲) مُرجِیہ ۳) شیعہ ۴) خوارج۔

جس نے حضرات ابوبکر،عمر،عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو تمام صحابہ کرام پر مقدم رکھا اور باقی تمام صحابہ کرام کا بھلائی کے ساتھ تذکرہ کیا اور ان کے حق میں دعا کیا تو وہ ہر قسم کی شیعیت سے نکل گیا۔جس نے کہا کہ: ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور وہ بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے تو وہ ہر طرح کی اِرجائیت سے پاک ہے۔جس کا عقیدہ یہ ہے کہ نماز ہر نکوکار و بدکار کے پیچھے جائز ہے، اور ہر خلیفہ کے ساتھ جہاد کرنا جائز ہے اور بادشاہِ وقت کے خلاف تلوار لے کر خروج (بغاوت) کرنے کے بجائے انہیں اصلاح کی دعوت دینا چاہیئے تو ایسا شخص خوارج کے عقیدے سے پاک ہے۔اور جو اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ ہر طرح کی اچھی اور بری تقدیر اللہ کی جانب سے ہے، وہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے، ایسا شخص قدریہ کے تمام باطل عقائد سے بالکل بری ہے اور ایسا شخص صاحبِ سنّت ہے

(159) (عقیدے میں) ہر ظاہر شدہ بدعت ، اللہ عظیم کے ساتھ کفر ہے اور اس کا قائل بلا شک اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرنے والا ہے، جو شخص کسی کی موت کے بعد اس کے دوبارہ دنیا میں لوٹ آنے کا عقیدہ رکھے اور کہے:'' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور آپ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں لوٹ آئیں گے،اسی طرح حضرات محمد بن علی (۱۰۱) جعفر بن محمد (۱۰۲) اور موسیٰ بن جعفر (۱۰۳) (رحمهم اللہ) کے متعلق بھی یہی عقیدہ رکھے اور امامت کے متعلق گفتگو کرے اور ان ائمہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ غیب جانتے ہیں ،تو ایسے لوگوں سے تم چوکنّا رہو کیونکہ اس طرح کا اعتقاد رکھنے والے اللہ عظیم کے ساتھ کفر

(۱۰۱) آپ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں ،محمد باقر کے نام سے معروف ہیں ،معروف امام ہیں ، محتاجِ تعارف نہیں،تقریباً ۱۱۴ھ میں وفات پائی ۔تفصیل کے لئے دیکھیں سیر أعلام النبلاء (۴/ ۴۰۱)

(۱۰۲) آپ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ، صادق کے لقب سے مشہور ہیں ، اپنے وقت کے امام ،فقیہہ اور محدث تھے ۱۴۸ھ میں وفات پائی ،محتاجِ تعارف نہیں ۔(سیر أعلام النبلاء (۶/ ۲۵۵)

(۱۰۳) موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، کاظم کے لقب سے مشہور ہیں، اپنے وقت کے عابد وزاہد بزرگ تھے، ۱۸۳ھ میں وفات پائی تفصیل دیکھیں سیر أعلام النبلاء (۲۷۰/۶)

کرنے والے ہیں۔

(160) طعمہ بن عمرو (۱۰۴) اور سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس توقف کرے، تو ایسا شخص شیعہ ہے، نہ اسے عادل قرار دیا جائے گا، نہ اس سے بات کی جائے گی اور نہ ہی ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے، جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا وہ رافضی ہے، اس شخص نے صحابہ کرام کے آثار کو چھوڑ دیا، جس نے تینوں صحابہ (حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کو باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین پر مقدم رکھا اور باقی تمام کے حق میں دعائے رحم کیا اور ان کی لغزشوں کے متعلق لب کشائی نہیں کی، تو ایسا شخص اس معاملے میں ہدایت اور استقامت کی راہ پر ہے۔

(161) سنّت یہی ہے کہ جن دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین کو رسول اللہ ﷺ نے جنّت کی خوش خبری دی ہے ہم بھی ان کے جنّتی ہونے کی گواہی دیں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہ کریں۔

(162) تمہیں سوائے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے کسی پر درود

(۱۰۴) آپ الجعفری العامری الکوفی ہیں، سچے اور عابد وزاہد ہیں، سنت کے متعلق آپ کے بہت سے مشہور اقوال ہیں ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔(التھذیب ۱۳/۵۔ الجرح والتعدیل لإبن أبی حاتم ۴۹۶/۴)

نہیں بھیجنا چاہیئے۔(۱۰۵)

(163) جان لو! کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کئے گئے اور جنہوں نے ان کو قتل کیا وہ ظالم ہیں۔

(164) جس نے اس کتاب میں جو کچھ ہے اسے مانا، اس پر یقین کیا اور اس کو رہنما بنایا اور اس کی کسی بات میں شک نہیں کیا اور نہ انکار کیا تو ایسا شخص اہل سُنّت والجماعت میں سے ہے اور اس میں اہل سُنّت والجماعت کی تمام علامتیں کامل ہیں، اور جس نے اس کتاب کی ایک بات کا بھی انکار یا شک کیا یا توقف اختیار کیا تو وہ بدعتی ہے۔(۱۰۶)

(165) جان لو! سنّت میں یہ بھی داخل ہے کہ تم اللہ تعالی کی معصیت پر کسی کی مدد نہ کرو، نہ ہی ان لوگوں کی جنہوں نے تمہارے ساتھ بھلائی کی (جیسے والدین وغیرہ) اور نہ مخلوق میں سے کسی کی، کیونکہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری کرنا ناجائز ہے، اور نہ ہی ان معصیت کرنے والوں سے محبت رکھے، بلکہ اللہ تعالی کے لئے ان تمام سے نفرت رکھے۔

(166) اس پر بھی ایمان رکھے کہ توبہ بندوں پر اللہ تعالی کا فرض ہے اور

(١٠٥) آپ ﷺ اور آپ کی آل کے علاوہ دیگر انبیاء ورسل پر بھی درود وسلام بھیجا جا سکتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں: ''جلاء الأفھام لإبن القیم (٣٤٥) تفسیر إبن کثیر (٣/ ٥١٦، ٥١٧) فتح الباری (١١/ ١٦٩) القول البدیع للسخاوی (٨١۔٨٧) ''
(١٠٦) کتاب اللہ صحیح سنّتِ رسول اللہ کے سوا کوئی بھی کتاب نہ حجّت ہے نہ اسکا انکار بدعت۔

ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام بڑے چھوٹے گناہوں سے اللہ تعالی کی جناب میں توبہ کریں۔

(167) جس نے ان لوگوں کے جنّتی ہونے کا اقرار نہیں کیا جن کے جنّتی ہونے کی خوش خبری رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، ایسا شخص بدعتی اور گمراہ اور آپ ﷺ کے فرامین کے متعلق شک کرنے والا ہے۔

(168) حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس نے سنّت کو مضبوطی سے تھاما اور اس کی زبان سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محفوظ رہے اور اسی حالت میں اس کی وفات ہوئی تو اس کا حشر نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا، اگر چہ کہ وہ عمل میں کوتاہ ہو''۔

بشر بن حارث رحمہ اللہ (١٠٧) فرماتے ہیں: ''اسلام سنت ہے اور سنت اسلام ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب تم اہلِ سنّت میں سے کسی شخص کو دیکھو تو گویا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو دیکھا، تم نے اگر کسی بدعتی کو دیکھا تو گویا تم منافقین میں سے کسی کو دیکھا۔

امام یونس بن عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آج مجھے وہ شخص زیادہ محبوب

(١٠٧) آپ بشر الحافی کے نام سے معروف ہیں مشہور عابد وزاہد امام گذرے ہیں ٢٢٧ھ میں انتقال فرمایا۔ (سیر أعلام (١٠/ ٤٦٩)

ہے جو سنّت کی طرف بلا رہا ہے اور اس سے بھی زیادہ محبوب وہ ہے جسے سنت کی دعوت دی جائے اور وہ قبول کر لے۔ (١٠٨)

امام ابن عون رحمہ اللہ اپنی موت کے وقت یہی کہتے رہے ''لوگو! سنّت کو مضبوطی سے تھام لو اور بدعات سے بچتے رہو'' یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

حضرت إمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے ساتھیوں میں سے ایک کا انتقال ہوگیا، اسے کسی نے خواب میں یہ کہتے ہوئے دیکھا: ''ابو عبد اللہ (امام احمدؒ) سے کہو کہ وہ سنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھے، کیونکہ اللہ تعالی نے مجھے سب سے پہلے سنّت کے متعلق ہی سوال کیا ہے''۔

ابو العالیۃ (١٠٩) فرماتے ہیں:

''جو شخص سنّت پر اس حال میں انتقال کیا کہ اس کے عمل پر پردہ پڑا ہوا تھا تو وہ صدیق ہے، اور کہا جاتا ہے: کہ

سنّت کومضبوطی سے تھام لینا نجات ہے،،۔
سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں’’جس نے کسی بدعتی کی بات بغور سنا وہ

(۱۰۸)اس بات کوابونعیم نے’’حلیۃ الأولیاء،،(۳/۲۱)اورامام لاکائی نے’’السّنۃ،،(۲۳،۲۲،۲۱)اورابن بطّہ نے’’الإبانۃ الکبری‘‘(۲۰)میں حسن سند سے ذکر کیا ہے۔

(۱۰۹) آپ رُفیع بن مھران الریاحی ہیں مشہور ثقہ امام ہیں ۹۰ھ میں انتقال فرمایا.(سیر أعلام النبلاء:۴/۲۰۷)

اللہ تعالی کی حفاظت سے نکل گیا اوراسی بدعت کے سپرد کردیا گیا۔(۱۱۰) داوٗد بن أبی ھند(۱۱۱) فرماتے ہیں’’اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ:’’آپ بدعتیوں کی صحبت میں نہ بیٹھیں،اگرآپ نے ان کی صحبت اختیار کی اوران کی باتوں نے آپ کے دل میں شک پیدا کیا تو میں آپ کو دوزخ میں ڈالوں گا،،۔(۱۱۲)
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’جو بدعتیوں کے ساتھ بیٹھتا ہی اسے حکمت عطانہیں ہوتی۔(۱۱۳) نیزفضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھو،کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تم پر لعنت نہ اترے،،۔(۱۱۴)
پھرفضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’جوکسی بدعتی سے محبت کرتا ہے

(۱۱۰)اس کوابونعیم نے’’حلیۃ الأولیاء،،(۷/۲۶،۳۴)اورابن بطّہ نے’’الإبانۃ الکبری‘‘(۴۴۴)نکالا ہے

(۱۱۱)داوٗد بن أبی ھندالقشیری البصری،مشہورامام،حافظِ حدیث اورثقہ ہیں ۱۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔

(۱۱۲)اس قول کوابن وضّاح نے’’البدع،،ص۴۹ میں نقل کیا ہےاوریہی قول محمد بن اسلم سے بھی مروی ہے.اوریہی بات امام آجري نے’’الشریعۃ،،(۵۷) اورابن بطّہ نے’’الإبانۃ الکبری‘‘(۵ ۶۵) میں خصیف بن عبدالرحمٰن الجزری سے اورامام بیہقی نے’’شعب الإیمان،،(۷/۶۰)میں بشر بن الحارث سے ذکرکیا ہے۔

(۱۱۳) اسے امام لاکائی نے’’السّنۃ،،(۲۶۳۔۱۱۴۹)اورابن بطّہ نے’’الإبانۃ الکبری‘‘(۴۳۹) میں اورامام بیہقی نے’’شعب الإیمان،،(۷/۶۴)میں ذکرکیا ہے۔

(۱۱۴)اسے لاکائی نے’’السّنۃ،،(۲۶۲)اورابن بطّہ نے’’الإبانۃ الکبری:۴۴۱،۴۵۱،،میں بسندِ صحیح ذکر کیا ہے

اللہ تعالی اس کےعمل کو برباد کردیتا ہےاوراسلام کا نوراس کے دل سے نکال دیتا ہے،،.(۱۱۵)
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’جوکسی بدعتی کے ساتھ کسی راستے میں بیٹھے تو تم اس راستے کو چھوڑ کر دوسراراستہ اختیارکرلو،،۔(۱۱۶)
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کوگرانے میں مدد کیا،(۱۱۷) اور جو کسی بدعتی سے مسکرا کر ملا اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کی توہین کی،جس نے اپنی کسی عزیزہ کی شادی کسی بدعتی سے کی، تو اس نے اس کے ساتھ قطع رحمی کیا،اور جو کسی بدعتی کے جنازے کے ساتھ چلتا ہے تو جنازے سے لوٹنے تک وہ اللہ تعالی کی ناراضگی میں رہتا ہے،،۔(۱۱۸)

(۱۱۵) اسے لالکائی نے ''السنۃ ،، (۲۶۳) اور ابن بطّہ نے ''الإبانۃ الکبری'' (۴۴۰) اور ابو نعیم نے ''حلیۃ الأ ولیاء،، (۱۰۳/۸) اور ابن جوزی نے ''تلبیسِ ابلیس ،، (۱۶) میں بسندِ صحیح ذکر کیا ہے.

(۱۱۶) اسے ابن بطّہ نے ''الإبانۃ الکبری'' (۴۹۳) اور ابو نعیم نے ''حلیۃ الأ ولیاء،، (۱۰۳/۸) اور ابن جوزی نے ''تلبیسِ ابلیس ،، (۱۶) میں بسندِ صحیح ذکر کیا ہے۔

(۱۱۷) اسی مفہوم کی ایک ضعیف روایت رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، ''سلسلۃ الضعیفۃ للألبانی (نمبر ۱۸۶۲)

(۱۱۸) اسے ابو نعیم نے ''حلیۃ الأ ولیاء،، (۱۰۳/۸) اور ابن جوزی نے ''تلبیسِ ابلیس ،، (ص ۱۶) میں ......اس کے ساتھ قطع رحمی کیا......تک بسندِ صحیح ذکر کیا ہے، لیکن ان کی روایت میں ...... مسکرا کر...... کے الفاظ نہیں ہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تم یہودی اور نصرانی کے ساتھ کھانا کھانا گوارہ کرلو لیکن بدعتی کے ساتھ نہیں ، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور بدعتی کے درمیان ایک لوہے کا قلعہ رہے،،۔ (۱۱۹)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس بندے کے متعلق اللہ تعالی یہ جانتا ہے کہ وہ بدعتی سے نفرت رکھتا ہے تو اس کی مغفرت کردیتا ہے اگرچہ کہ اس کا عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، (۱۲۰) کوئی صاحبِ سنّت اگر کسی بدعتی کی جانب مائل ہورہا ہے تو وہ صرف نفاق کی وجہ سے ہی ہے، جو بدعتی سے منہ موڑتا ہے اللہ تعالی اس کے دل کو ایمان سے بھر دیتا ہے، جو کسی بدعتی کو جھڑک دیتا ہے اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن امن عطا کرے گا، جو کسی بدعتی کو ذلیل کرتا ہے اللہ تعالی اس کو جنّت میں سو درجے بلند کرتا ہے، اس لئے تم اللہ کے لئے کبھی بھی بدعتی نہ بننا،،۔ (۱۲۱)

(۱۱۹) اسے امام لالکائی نے ''السنۃ ،، (۱۱۴۹) اور ابن بطّہ نے ''الإبانۃ الکبری'' (۴۷۰) میں اور ابو نعیم نے ''حلیۃ الأ ولیاء،، (۱۰۳/۸) میں اس کا دوسرا حصّہ بسندِ صحیح بیان کیا ہے۔

(۱۲۰) اس حصّہ کو ابو نعیم نے ''حلیۃ الأ ولیاء (۱۰۳/۸) میں بسندِ صحیح (مجھے امید ہے) کے الفاظ سے ذکر کیا ہے

(۱۲۱) اسے ابو نعیم نے ''حلیۃ ،، (۱۰۳/۸) میں بسندِ صحیح اور ابن بطّہ نے ''الإبانۃ'' (۴۷۰) میں بیان کیا ہے۔